eISSN: 2707-6229
pISSN: 2707-6210

Vol. 8 No. 2 (2026)

A Study of Urdu Translations of Ghalib’s Persian Letters

فارسی مکتوباتِ غالب کے اردو تراجم کا تحقیقی مطالعہ

Dr. Ali Kavousi Nejad
Assistant Professor, Department of Urdu Language& Literature, University of Tehran, Iran
***Corresponding Email:** alikavousi7@ut.ac.ir
DOI: https://doi.org/10.56276/tasdiq.v8i02.156

Abstract

A substantial part of Mirza Ghalib’s Persian prose consists of his Persian letters, which he wrote to his friends from time to time. These letters provide valuable insights into Ghalib’s life and personality as well as the political, economic, and social conditions of his era. Moreover, his Persian correspondence offers detailed accounts of the various aspects of his journey to Calcutta, including the hardships and difficulties he encountered during the journey.

Over time, several collections of Ghalib’s Persian letters have been discovered, and efforts to locate and compile further letters are still underway. Translations of different collections of these letters have also been published. It may therefore be argued that almost all the available Persian correspondence of Ghalib has now been translated into Urdu.

The present study focuses on the Urdu translations of Ghalib’s Persian letters. Among the various forms of Ghalib’s Persian prose, his letters constitute the largest body of work. They vividly demonstrate the distinctive qualities, elegance, and artistic richness of Ghalib’s Persian epistolary style. Through a critical examination of their Urdu translations, this study seeks to explore how the literary, stylistic, and expressive characteristics of Ghalib’s Persian correspondence have been rendered in Urdu.

Keywords:
Persian letters, Mirza Ghalib, Urdu translation, Punj Ahang, Auraq-e-Maani, Bagh-e-Do Dar

Received: 20-03-2026 **Revision:** 28-06-2026 **Accepted:** 02-08-2026 **Online:** 20-09-2026

This article is licensed under the Creative Commons Attribution (CC BY 4.0).
Free use, distribution, and reproduction permitted with proper citation of the original work.
© The Author(s).

غالب کی فارسی نثر کا بیشتر حصہ ان کے فارسی مکتوبات پر مشتمل ہے جو انھوں نے وقتاً فوقتاً اپنے دوستوں کے نام تحریر کیے ہیں، ان خطوط کے ذریعے مرزا غالب کے سوانح اور ان کے دور کی سیاسی، معاشی اور معاشرتی صورتِ حال سامنے آتی ہے۔ اس کے علاوہ فارسی

مکتوبات کے ذریعے ان کے سفر کلکتہ کی جزئیات اور سفر کے مصائب و مشکلات بھی پوری تفصیل کے ساتھ سامنے آتی ہیں۔ان فارسی مکتوبات کے کئی مجموعے وقت کے ساتھ ساتھ دریافت ہو چکے ہیں اور ان کی دریافت کی کوششیں ابھی بھی جاری و ساری ہیں۔ خطوط کے مختلف مجموعوں کے تراجم بھی سامنے آچکے ہیں اور یوں کہا جا سکتا ہے کہ ان مکتوبات کے تمام تر حصوں کا اردو میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ ہم غالب کے فارسی مکتوبات کے اردو تراجم پر بحث کریں گے جو کہ غالب کی فارسی نثر کے اعتبار سے جن کی تعداد سب سے زیادہ ہے اور ان میں غالب کی فارسی انشانگاری کے فن کی خوبیاں اور رعنائیاں کھل کر سامنے آتی ہیں۔

پنج آہنگ میں شامل فارسی خطوط غالب کے اردو تراجم کا تحقیقی مطالعہ:

پنج آہنگ مرزا غالب کی فارسی نثر کا پہلا مجموعہ ہے جس کے آہنگ پنجم میں ان کے فارسی خطوط شامل ہیں۔ وقت کے ساتھ ساتھ ان خطوط کی تعداد بڑھتی گئی اور آخر کار سیّد وزیر الحسن عابدی کے ایڈیشن میں ایک سو انہتر (۱۶۹) ہو گئی جو اکہتر (۷۱) مکتوب الیہم کو لکھے گئے۔ یہاں ہم پنج آہنگ کے آہنگِ پنجم میں شامل فارسی خطوط کے اردو تراجم کو زمانی لحاظ سے زیرِ بحث لانا چاہ رہے ہیں۔

(۱) پنج آہنگ (غالب کے فارسی خطوط کا ترجمہ) __ مترجم: محمد عمر مہاجرؔ:

پاکستانی ڈراما نگار اور ادیب محمد عمر مہاجرؔ رائپور (انڈیا) میں ۱۹۱۷ء پیدا اور ۱۹۷۷ء میں کراچی میں فوت ہوئے۔ وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے پنج آہنگ میں شامل فارسی خطوطِ غالب کا اردو ترجمہ کیا۔ انھوں نے سنہ ۱۹۶۹ء میں آہنگِ پنجم کے خطوط کا ترجمہ کیا۔ سبطِ حسن نے اس ترجمے پر مقدمہ لکھا اور اس میں وضاحت کی کہ محمد عمر مہاجر سے پہلے کسی نے ان خطوط کا ترجمہ نہیں کیا۔ سبطِ حسن اس ترجمے کے بارے میں لکھتے ہیں:

> "جناب عمر مہاجرؔ صاحب لائق صد تحسین و تبریک ہیں کہ انھوں نے غالب کے ۱۶۰ فارسی خطوں کو اردو میں منتقل کیا۔ غالب کی فارسی نثر کا ترجمہ کرنا لوہے کے چنے چبانا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پنج آہنگ کی اشاعت کو سو سال سے زیادہ مدت گزر چکی ہے لیکن کسی غالب شناس کو اب تک اس ترجمے کی جرات نہیں ہوئی۔ مشکل کا اندازہ اس سے بھی ہوتا ہے کہ ہمارے اربابِ قلم اپنی تحریروں میں غالب کے فارسی خطوں کے اقتباس دینے میں تو بخل نہیں کرتے لیکن ان کا ترجمہ کرنے سے گریز کر جاتے ہیں۔"(۱)

اس اقتباس سے ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ محمد عمر مہاجر سے پہلے کسی شخص نے ان خطوط کا ترجمہ نہیں کیا تھا۔ محمد عمر مہاجر کے پیشِ نظر ترجمہ کے لیے کونسا نسخہ موجود تھا، اس کے بارے میں یقین سے کچھ کہنا مشکل ہے۔ سبطِ حسن، جنھوں نے اس ترجمے پر "پیش لفظ" لکھا ہے اس نسخے کی طرف اشارہ نہیں کرتے۔ خطوط کی فہرست میں پہلا خط سید علی اکبر خاں اور آخری خط منشی نول کشور کے نام ہے

eISSN: 2707-6229
pISSN: 2707-6210

تحقیقی مجلہ تصدیق

Vol. 8 No. 2 (2026)

اور اس کے بعد "خاتمہ پنج آہنگ" اور "اشتہار مثنوی پنج آہنگ" موجود ہیں۔ ترجمے کے آخر میں "اشاریہ" کا اہتمام کیا گیا ہے لیکن اس ترجمے پر حواشی و تعلیقات نہیں لکھے گئے۔ یہ ترجمہ تقریباً دو سو صفحات پر مشتمل ہے۔ صرف چند خطوط کے آخر میں ان کی تاریخ تحریر درج کی گئی ہے اور دوسرے خطوط کی تاریخیں درج نہیں ہیں۔ اگر تحقیقی نقطہء نظر سے دیکھا جائے تو محمد عمر مہاجر نے داخلی شواہد و قرائن پر زیادہ غور نہیں کیا بلکہ فارسی خطوط کا ملخص ترجمہ پیش کیا ہے۔ انھوں نے داخلی شواہد کی رو سے خطوط کی تاریخ نگارش کو متعین کرنے کی کوشش نہیں کی۔ ان کا یہ ترجمہ لفظی ترجمے کی ذیل میں نہیں آتا بلکہ یہ ایک مختصر و سادہ سا ترجمہ ہے۔ مترجم نے اپنی طرف سے الفاظ کم یا اضافہ کیے ہیں یعنی مطلب و مفہوم کو لے کر اپنے الفاظ میں ادا کیا ہے۔ انھوں نے خطوط میں شامل فارسی اشعار کا ترجمہ نہیں کیا۔ مکتوب الیہم کے سوانح اور حالات بھی درج نہیں کیے گئے حالانکہ ان کے ذریعے قاری ان شخصیات کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتا تھا۔ ترجمہ سادہ و رواں ہے اور بخوبی سمجھ میں آتا ہے لیکن مختلف جگہوں پر جملے چھوڑ دیے گئے ہیں اور ترجمہ متن کا ساتھ نہیں دیتا۔

سبطِ حسن نے "خاتمہ پنج آہنگ" کو آہنگ پنجم کے فارسی خطوط میں شمار کرتے ہوئے کل ایک سو ساٹھ]۱۶۰[خطوط کے تراجم کا ذکر کیا گیا ہے۔ اگر "خاتمہ پنج آہنگ" کو خطوط سے کم کریں تو کل خطوط کی تعداد ۱۵۹ بنتی ہے۔ خطوط کی فہرست کے آخر میں معذرت کے ساتھ یہ لکھا گیا ہے۔ "صفحہ ۴۱ پر خط نمبر ۳۸ کی جگہ خط ۳۹ چھپ گیا۔ خط ۳۹ کو ۳۸ پڑھا جائے" (۲) متن میں ایک خط محذوف ہے جس سے پتا چلتا ہے کہ اس ترجمے میں کل خطوط کے تراجم ایک سو اٹھاون (۱۵۸) ہیں جو چھیاسٹھ (۶۶) مکتوب الیہم کو لکھے گئے ہیں۔

اس ترجمے کے آخر میں "خاتمہ پنج آہنگ" شامل کیا گیا ہے جس میں غالب نے لکھا ہے کل پچاس برس فارسی طرز پر نغمہ سنجی کی ہے اور اس کے بعد اس روش کو ترک کر کے اردو زبان میں لکھنا شروع کر دیا۔ دیباچہ نگار، سبطِ حسن سے بھی ایک غلطی ہوئی ہے اور وہ یہ ہے کہ انھوں نے "متفرقاتِ غالب" مرتبہ پروفیسر مسعود حسن رضوی ادیب کو مولانا امتیاز علی خاں عرشی سے نسبت دے کر گفتگو کی ہے۔ یہ ترجمہ مارچ ۱۹۶۹ء میں ایجوکیشنل پریس ادارۂ یادگارِ غالب کراچی سے شائع ہوا جسے زمانی لحاظ سے اوّلیت حاصل ہے۔ اس سے پہلے آہنگ پنجم کے کسی اور ترجمے کا ذکر نہیں ملتا۔

(۲) اوراقِ معانی: غالب کے فارسی خطوط (مشمولہ پنج آہنگ) اردو ترجمہ __ مترجم: ڈاکٹر تنویر احمد علوی:

محمد عمر مہاجر کے ترجمے کے تئیس برس بعد ڈاکٹر تنویر احمد علوی نے اردو اکادمی دہلی کی درخواست پر "پنج آہنگ" میں شامل فارسی خطوط کا اردو ترجمہ کیا اور یہ ترجمہ اس ادارے کی طرف سے ۱۹۹۲ء میں چھپ کر سامنے آیا۔ پنج آہنگ میں شامل فارسی خطوط کا دوسرا ترجمہ ہے، محمد عمر مہاجر کے ترجمے کے برعکس یہ ایک مختصر و آزاد ترجمہ نہیں بلکہ لفظی ترجمہ مانا جاتا ہے اور ترجمہ کرتے وقت خطوط میں شامل اشعار کا ترجمہ بھی کیا گیا ہے۔ اس ترجمے میں تنویر احمد علوی نے ایک اچھا مقدمہ لکھا ہے۔ اس مقدمے میں تنویر احمد علوی نے

eISSN: 2707-6229
pISSN: 2707-6210
تصدیق
Vol. 8 No. 2 (2026)

غالب کے سفر کلکتہ اور مقدمۂ پنشن کے سلسلے میں غالب کے لکھے گئے خطوط پر بات کی ہے۔ اس کے بعد وہ ان خطوط کی خصوصیات اور غالب کی فارسی نثر کا اسلوب زیرِ بحث لائے ہیں۔ انھوں نے غالب کی نثر کی خصوصیات ان کے اپنے خطوط کی مثالوں سے واضح کی ہیں۔

دورانِ ترجمہ تنویر احمد علوی کے پیشِ نظر تین ایڈیشن موجود تھے۔ ایک پنج آہنگ کا وہ ایڈیشن جو مطبع سلطانی (شاہی چھاپہ خانہ) میں ۱۸۴۹ء/۱۲۶۵ھ میں زیورِ طباعت سے آراستہ ہوا۔ تنویر احمد علوی نے حواشی میں اس نسخے کی تفصیلات بتائی ہیں۔ دوسرا ایڈیشن ۱۸۵۳ء/۱۲۶۸ھ میں چھپا اور تیسرا ایڈیشن جو تنویر احمد علوی کے مطالعے میں آیا وہ مطبوعہ نول کشور ہے جو کلیاتِ نثر غالب میں شامل ہے اور سنہ ۱۸۷۵ء/۱۲۹۲ھ میں اشاعت پذیر ہوا۔ ان کے کہنے کے مطابق اس نسخے میں کل ۲۵۴ صفحات ہیں اور خطوط صفحہ نمبر ۲۰۹ سے شروع ہو کر صفحہ نمبر ۲۴۴ پر ختم ہو جاتے ہیں۔ اس میں خطوط کی کل تعداد ۱۴۱ بتائی گئی ہے اور اس کے بعد یہ لکھا گیا ہے کہ مطبوعہ نول کشور سے بارہ خطوں کی حد تک کم ہے۔ تو یہاں ۱۴۱ غلط درج کیا گیا ہے چونکہ مطبوعہ نول کشور میں اگر خطوط کی کل تعداد ایک سو تریسٹھ (۱۶۳) ہو تو یہاں خطوط کی تعداد ایک سو اکاون (۱۵۱) ہونی چاہیے جو غلطی سے ایک سو اکتالیس (۱۴۱) درج کی گئی ہے۔ تنویر احمد علوی نے حواشی میں پنج آہنگ مرتبہ وزیر الحسن عابدی کا بھی ذکر کیا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ اضافات درج کرنے کے ضمن میں انھوں نے اس ایڈیشن سے بہت کچھ استفادہ کیا ہے لیکن ترجمے کے لیے یہ ایڈیشن ان کے پیش نظر نہیں رہا۔ علوی صاحب نے مقدمے میں افسوس کا اظہار کیا ہے کہ مطبوعہ فارسی خطوط کا شیرانی کلکشن پنجاب یونیورسٹی لاہور اور نذیریہ لائبریری ہمدرد نگر کے قلمی نسخوں سے تقابل نہ کر سکا اور ان خطوط کو تاریخی طور پر ترتیب نہ دے سکا۔ علوی صاحب کا کہنا ہے کہ ترجمے کے دوران میں محمد عمر مہاجر کا ترجمہ ان کے پیشِ نظر نہیں رہا لیکن حواشی میں انھوں نے اس ترجمے پر بحث کی ہے اور اس امر کا اظہار کیا ہے کہ کسی تحریر میں بھی اس ترجمے کا حوالہ موجود نہیں ہے اور اس پر کوئی تبصرہ نہیں لکھا گیا۔ ان کے خیال میں اس ترجمے پر زیادہ اعتبار نہیں کیا جاتا۔

تنویر احمد علوی کے اس ترجمے میں کل ترجمہ شدہ خطوط کی تعداد ایک سو اٹھاون (۱۵۸) ہے جو تریسٹھ (۶۳) مکتوب الیہم کو لکھے گئے ہیں۔ مقدمہ چونتیس (۳۴) صفحات پر مشتمل ہے اور اس کے بعد خطوط کے تراجم شروع ہوتے ہیں۔ پہلا ترجمہ شدہ خط بنام مرزا علی بخش بہادر اور آخری خط بنام خواجہ ظہیر الدین خان بہادر ہے۔ یہ ترجمہ دو سو چھہتر (۲۷۶) صفحات پر مشتمل ہے۔ اس ترجمے کے بعد "تاریخ نامہ"، "اضافات"، "حواشی" اور "اشاریہ" کا اہتمام کیا گیا ہے۔ "تاریخ نامہ" میں ۱۵۷ خطوط کی داخلی اور خارجی شواہد کی مدد سے تاریخیں بتائی گئی ہیں۔ "تاریخ نامہ" کو ترتیب دینے میں پنج آہنگ مرتبہ وزیر الحسن عابدی کے ایڈیشن سے مدد لی گئی ہے تاکہ خطوط کی تاریخِ نگارش صحیح طریقے سے درج کی جائے۔ "اضافات" میں ڈاکٹر تنویر احمد علوی نے غالب کے سفر کلکتہ اور ان خطوط میں غالب کے اسلوب کی خصوصیات دہرائی ہیں جو پہلے مقدمے میں بھی بیان کی جا چکی ہیں۔ حواشی میں تنویر احمد علوی نے پنج آہنگ کے جن نسخوں سے

eISSN: 2707-6229
pISSN: 2707-6210
تحقیقی مجلہ تصدیق
Vol. 8 No. 2 (2026)

استفادہ کیا ہے ان کی تفصیلات بتائی ہیں اور اس کے علاوہ محمد عمر مہاجر کے ترجمے کو بھی زیرِ بحث لائے ہیں۔ حواشی کے آخر میں گل محمد ناطق مکرانی، مرزا احمد طپان اور مولوی سراج الدین کے سوانح پیش کیے گئے ہیں۔ اچھا یہ ہوتا کہ وہ دیگر مکتوب الیہم کے سوانح بھی قلمبند کرتے تا کہ ان سوانح کے ذریعے ان لوگوں کے بارے میں بھی ہمیں زیادہ معلومات حاصل ہو جاتیں۔ حواشی کے بعد تنویر احمد علوی نے اشاریے کے ضمن میں اشخاص، شہروں اور کتب ورسائل کا بھی ذکر کیا ہے۔

"اوراقِ معانی" میں شامل فارسی خطوط غالب کے تراجم کا اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو ان میں تنویر احمد علوی کی یہ کوشش واضح دکھائی دیتی ہے کہ ہر لفظ کا ترجمہ کیا جائے اور جہاں فارسی اشعار موجود ہیں ان کا نثری ترجمہ بھی کیا جائے۔ یہ ایک لفظی ترجمہ ہے اور محمد عمر مہاجر کے ترجمے کی طرح آزاد اور مختصر ترجمہ نہیں ہے۔ ڈاکٹر تنویر علوی نے غالب کے فارسی اسلوب کو قائم رکھنے کے لیے غالبؔ کے خاص فارسی الفاظ اور تراکیب کو ترجمے میں بعینہٖ شامل کیا ہے۔ انھوں نے اپنے ترجمے کے اسلوب پر بات کرتے ہوئے مقدمے میں یوں اظہارِ خیال کیا ہے:

> "میں نے غالب کے اسلوب نگارش اور طرز ادا کو زیادہ سے زیادہ پیشِ نظر رکھنے کی سعی کی ہے اور ان کے بعض ایسے الفاظ کو باقی رکھا ہے جن کو وہ اپنے فکری اظہار کا زیادہ مؤثر و موزوں وسیلہ تصور کرتے تھے۔ اسی لیے میں نے مناسب حدود میں رہتے ہوئے فارسی الفاظ اور خوش رنگ وخوش آہنگ ترکیبوں سے شعوری طور پر ابا اختیار نہیں کیا ممکن ہے اس کی وجہ سے ترجمہ کی زبان قدرے مشکل معلوم ہو مگر یہ غالب کے اسلوبِ فکر اور اندازِ نگارش سے نسبتاً زیادہ قریب ہے۔ اگر یہ ترجمہ اپنی گوناگوں کوتاہیوں کے باوصف غالب کے فارسی خطوط تک پہنچنے میں معاون نظر آئے تو میں اسے اپنی کامیابی تصور کروں گا۔"(۳)

جس طرح تنویر احمد علوی نے لکھا ہے ترجمے میں کچھ فارسی الفاظ وتراکیب کو بعینہٖ قائم رکھا گیا ہے تا کہ غالب کا نثری اسلوب قائم رہے۔ یہی وجہ ہے کہ قاری کو ترجمہ پڑھتے وقت مشکل محسوس ہوتی ہے کیونکہ عبارات میں وہ روانی اور آسانی نہیں ہے جو عام تحریر میں ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ غالب نے خود اپنے فارسی خطوط میں زیادہ مشکل الفاظ وتراکیب استعمال کی ہیں اور جابجا تین چار اضافتوں کے استفادے نے فارسی نثر کو مشکل بنا دیا ہے۔ بہر کیف اس ترجمے کی اہمیت سے ہر گز انکار نہیں کیا جا سکتا۔ "اوراقِ معانی" کا ترجمہ محمد عمر مہاجرؔ کے ترجمے سے کئی وجوہات کی بنا پر بہتر اور کامل ہے، اس ترجمے کا مسودہ تیار ہونے کے بعد پروفیسر امیر حسن عابدی نے اردو آکادمی کی خواہش پر اس کا مطالعہ کیا۔

eISSN: 2707-6229
pISSN: 2707-6210
تصدیق
Vol. 8 No. 2 (2026)

(۳) آہنگِ پنجم (پنج آہنگ میں شامل غالب کے فارسی خطوط کا اردو ترجمہ)__ مترجم: پرتو روہیلہ

پرتو روہیلہ کا اصل نام مختار علی خان ہے۔ روہیل کھنڈ (یو۔پی انڈیا) ایک پٹھان زمیندار خاندان میں پیدا ہوئے۔ سنہ ۱۹۵۰ء میں اپنے خاندان کے ساتھ پاکستان آ گئے۔ انھوں نے پشاور یونیورسٹی سے فارسی میں بی۔اے آنرز کیا اور ایل ایل بی اور ایم۔اے فارسی کی ڈگریاں حاصل کیں۔ پرتو روہیلہ نے ایم۔اے فارسی میں پہلی پوزیشن لی اور گولڈ میڈل حاصل کیا۔ ۱۹۵۷ء میں پاکستان ٹیکسیشن سروس میں ملازم ہوئے۔ سنٹر بورڈ آف ریونیو سے بحیثیت ممبر ریٹائر ہوئے اور وزیر اعظم معائنہ کمیشن میں بھی بطور ممبر دو سال کام کیا۔ آج کل اسلام آباد میں قیام پذیر ہیں۔ روہیل کھنڈ کی مناسبت سے وہ بچپن ہی سے اپنے نام کے ساتھ روہیلہ لکھتے چلے آ رہے ہیں۔ ۱۹۸۶ء میں ان کے اردو شعری مجموعے "نوائے شب" کو اکیڈمی ادبیاتِ پاکستان اسلام آباد کا ہجرہ ایوارڈ دیا گیا اور ۱۹۹۳ء میں وہ صدارتی تمغۂ حسن کارکردگی کے مستحق قرار پائے۔ سرکاری ملازمت سے ریٹائر ہونے کے بعد انھوں نے غالب کے مکتوبات کے تراجم پر کام شروع کیا اور گیارہ بارہ سال کی محنت و عرق ریزی کے بعد غالب کے تمام متداول فارسی مکتوبات کا اردو ترجمہ کیا۔(۴)

پرتو روہیلہ شاعری کے علاوہ غالب کے فارسی خطوط کے تراجم میں زیادہ شغف رکھتے تھے اور ریٹائر ہونے کے بعد انھوں نے اس کام کا باقاعدہ آغاز کیا اور غالب کے متداول تمام فارسی خطوط کا اردو میں ترجمہ کیا ان خطوں میں پنج آہنگ میں شامل فارسی خطوط بھی ہیں۔ اس ترجمے کے لیے ان کے پیشِ نظر پنج آہنگ کا وہ نسخہ رہا جسے وزیر الحسن عابدی نے سنہ ۱۹۶۹ء میں تصحیح و تدوین کے بعد شائع کیا۔ اس نسخے میں شامل فارسی خطوط کی تعداد ایک سو انہتر (۱۶۹) ہے جو اکہتر (۷۱) مکتوب الیہم کو لکھے گئے ہیں۔ پرتو روہیلہ لکھتے ہیں کہ آہنگ پنجم کے فارسی خطوط کو اردو میں منتقل کرنے کے لیے آنجہانی کالی داس گپتا رضاؔ نے انھیں ترغیب دلائی۔ پہلے آہنگِ پنجم کے دو ترجمے ہو چکے تھے لیکن کالی داس گپتا رضاؔ نے ان دونوں ترجموں کے بارے میں اپنے شکوک و شبہات کا اظہار کیا۔ مشفق خواجہ نے پہلے دو ترجموں کے نسخے پرتو روہیلہ کے لیے بھجوائے انھوں نے ان دونوں تراجم کا بغور مطالعہ کیا اور محسوس کیا کہ ان تراجم میں زیادہ وسعت و گنجائش کی ضرورت باقی ہے۔ اس لیے انھوں نے پنج آہنگ میں شامل فارسی خطوط کے ترجمے کا بیڑا اٹھایا اور اس ترجمے کے لیے وزیر الحسن عابدی کا تدوین شدہ نسخہ پیشِ نظر رکھا۔ یہ ترجمہ ۲۰۰۴ء میں اشاعت پذیر ہوا۔ پونے تین سال کے عرصے میں پرتو روہیلہ نے مشفق خواجہ کے علاوہ کئی لوگوں سے مدد لی، ان میں سے ڈاکٹر مظہر محمود شیرانی سرفہرست ہیں جنھوں نے باریک بینی اور دیدہ ریزی سے اس ترجمے کی مشکلات کو حل کیا، متن کی اغلاط کی نشان دہی کی۔ یہ سب کچھ خط و کتابت کے ذریعے پایۂ تکمیل تک پہنچا، پرتو روہیلہ اپنے "پیشِ گفتار" میں ان کے کافی شکر گزار نظر آتے ہیں۔

فہرست مکتوبات کے بعد پرتو نے اس ترجمے پر بچاسی صفحات پر مشتمل "پیش گفتار" لکھا ہے جو بذاتِ خود پڑھنے کے لائق ہے۔

eISSN: 2707-6229
pISSN: 2707-6210
تحقیقی مجلہ تصدیق
Vol. 8 No. 2 (2026)

پرتوروہیلہ نے ایک پر مغز اور تحقیقی مقدمہ لکھا ہے جس میں غالب کی اردو خطوط نگاری کا فارسی مکتوب نگاری کے ساتھ موازنہ کیا ہے۔ اس میں پنج آہنگ کے آہنگِ اوّل کے ان اصول وضوابط پر بحث کی گئی ہے جن کو غالب نے اپنی فارسی مکتوب نگاری کے لیے وضع کیا لیکن خود ہی اپنے فارسی خطوط میں ان اصول وضوابط کی کھلی خلاف ورزی بھی کی۔ پرتوروہیلہ نے غالب کی فارسی مکتوب نگاری کا تقابل بیدل دہلوی اور ابوالفضل علامی کے رقعات کے ساتھ کیا ہے اور یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ غالب اپنی مکتوب نگاری میں ابوالفضل علامی اور بیدل دہلوی کی پیروی کرتے ہیں۔ "پیشِ گفتار" میں پرتوروہیلہ غالب کے فارسی خطوط کی خصوصیات اور اجزاے ترکیبی بتاتے ہوئے مثالوں کے ذریعے ان خصوصیات کو زیادہ واضح انداز میں بیان کرتے ہیں۔ غالب کے ہاں فارسی خطوط میں مختلف صنائع وبدائع کا استعمال اپنی نوعیت کے اعتبار سے ایک ایسی خصوصیت ہے جو ان خطوط کو زیادہ پرشکوہ بنا دیتی ہے پرتوروہیلہ غالب کے ہاں ان صنائع وبدائع کو مثالوں کے ذریعے بہتر طریقے سے واضح کرتے ہیں۔ اس بات سے یہ اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ پرتوروہیلہ نے ان خطوط کا بہت غور سے مطالعہ کیا ہے اور ان میں مستعمل ادبی خصائص سے روشناس ہیں جو ایک اچھے مترجم کی خصوصیات میں سے ایک ہے۔

آہنگِ پنجم از پرتوروہیلہ ۲۰۰۴ء میں ادارۂ یادگارِ غالب کراچی سے چھپ کر سامنے آیا۔ اس میں شامل خطوط کے تراجم دو سو اٹھائیس (۲۲۸) صفحات پر مشتمل ہیں اور آخر میں "خاتمۂ پنج آہنگ" کا ترجمہ بھی دیا گیا ہے۔ یہ ترجمہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے لفظی ترجمہ ہے۔ اس ترجمے میں ہر مکتوب الیہ کے نام تمام خطوط یکجا کیے گئے ہیں اور خطوط میں شامل فارسی اشعار اور غزلوں کا بیت بہ بیت نثری ترجمہ کیا گیا ہے۔ مترجم نے ترجمہ کرتے ہوئے متن سے اختلاف کی صورت میں ہر صفحے کے حاشیے پر اس کا اندراج کیا ہے۔ ترجمے کے ضمن میں قوسین میں اپنی طرف سے کچھ الفاظ اضافہ کیے ہیں تاکہ عبارت کی روانی اور ربط قائم رہے۔ پرتوروہیلہ نے لفظی ترجمہ کرتے ہوئے اس بات کا خاص خیال رکھا ہے کہ کم سے کم الفاظ میں مطلب و مفہوم کو اچھے طریقے سے اردو میں بیان کریں اور توضیح و تشریح سے پرہیز کریں۔ اسلوب کے لحاظ سے یہ ترجمہ سادہ ہے اور جملوں میں ربط و تسلسل آخر تک قائم رہتا ہے۔ بیچ میں یہ سلسلہ کہیں نہیں ٹوٹتا اور قاری کو جملوں میں ابہام اور پیچیدگی نظر نہیں آتی۔ پرتوروہیلہ نے بہت حد تک کوشش کی ہے کہ اپنے ترجمے کو زوائد اور ناہمواریوں سے دور رکھیں۔ غالبؔ کے اسلوب کو قائم رکھتے ہوئے کچھ الفاظ وتراکیب کو بعینہٖ وہی رکھا ہے جن کا استعمال غالب کے خطوط کا طرۂ امتیاز ہے۔ میں سمجھتا ہوں یہ ان کی ترجمے کی صلاحیت پر دلیل ہے۔ آہنگِ پنجم کے اس ترجمے کے آخر میں حواشی، اشاریہ اور اضافات کا اہتمام نہیں کیا گیا۔ فارسی متن بھی اس ترجمے کے ساتھ نہیں چھپا۔ پرتوروہیلہ نے اس ترجمے کو "کلیاتِ مکتوباتِ فارسی غالب" میں فارسی متون کے ساتھ شامل کر کے ۲۰۰۸ء میں نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد سے شائع کروایا۔

eISSN: 2707-6229
pISSN: 2707-6210

تصدیق

Vol. 8 No. 2 (2026)

"باغ دودر" میں شامل فارسی خطوطِ غالب کے اردو تراجم کا تحقیقی مطالعہ:

پہلے ہم نے پنج آہنگ میں شامل فارسی خطوط کے مختلف تراجم کا تعارف پیش کیا۔ خطوط کی اہمیت اور ان کی تعداد کی مناسبت کے پیشِ نظر اس حصے میں باغ دودر میں شامل غالب کے ساٹھ (۶۰) فارسی خطوط کے اردو تراجم کا تعارف پیش کرنا چاہتے ہیں، اس ذیل میں سب سے پہلے وزیر الحسن عابدی کے ترجمے کا تعارف پیش کریں گے جو تاریخی لحاظ سے اہمیت کا حامل ہے، یہ ترجمہ اورینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی کی طرف سے ۱۹۷۰ء میں شائع ہوا جو بجائے خود بیش بہا ہے۔

(ا) تلخیص مکاتیبِ باغ دودر مشمولہ: باغِ دودر (مجموعہ نظم ونثر فارسی میرزا اسد اللہ خان غالب) ۔ تصحیح و تحقیق: وزیر الحسن عابدی

وزیر الحسن عابدی کی ولادت ۱۵/ دسمبر ۱۹۱۴ء کو ضلع بجنور کے ایک موضع "پیدی" میں ہوئی۔ بجنور، بدایوں، بریلی اور لکھنؤ میں تعلیم پائی۔ دہلی یونیورسٹی سے ایم۔اے فارسی کیا اور یہیں سے زبان و ادب کی تحقیق کا شوق لگا۔ ملازمت کا آغاز اینگلو عربیک سکول دہلی سے کیا پھر دہلی کالج میں لکچرار ہوگئے۔ غالب ان کا خاص موضوع تھا۔ غالب کی تصنیف باغِ دودر کا مخصوص بفردنسخہ ۱۹۴۱ء میں انھی کو ملا تھا۔ اس پر ان کا تعارفی مضمون رسالہ آج کل (دہلی) کے ۱۵/ فروری ۱۹۴۷ء کے شمارے میں چھپا تھا۔ جلد ہی ہندوستان کے علمی حلقوں میں ان کا تعارف ہو گیا۔

ملک کی آزادی اور تقسیم کی افراتفری کے زمانے میں عابدی صاحب فارسی کی اعلیٰ تعلیم کے حصول کی خاطر دہلی سے ایران جا پہنچے۔ ایران میں جن اساتذہ سے مستفید ہوئے ان میں ملک الشعرا بہار بھی شامل تھے۔ تہران یونیورسٹی سے فارسی ادبیات میں ایم۔اے کی ڈگری لی اور ڈاکٹریٹ کے لیے رجسٹر ہوئے۔ اسی اثنا میں ان کی قابلیت کی شہرت ایران کے علمی حلقوں میں پھیل گئی اور ایرانی اساتذہ فارسی ان سے مشورہ اور تبادلہ خیال کی غرض سے آنے لگے۔

۱۹۵۱ء میں ایک محدود عرصے کے لیے جسٹس ایس اے رحمٰن کے پاس پنجاب یونیورسٹی کی وائس چانسلرشپ کا اضافی چارج رہا تھا۔ وہ اس حیثیت سے کسی میٹنگ میں شرکت کے لیے تہران گئے۔ وہاں کسی تقریب میں عابدی صاحب سے ملاقات ہوئی تو وہ ان کی علمیت اور گفتگو سے بڑے متاثر ہوئے۔ ان دنوں اتفاق سے پنجاب یونیورسٹی کے شعبۂ فارسی میں فارسی گفتاری کے ایک ریڈر کی پوسٹ خالی تھی جس پر کسی ایرانی کو لانے کا ارادہ تھا۔ رحمٰن صاحب کو خیال آیا کہ عابدی صاحب اس خدمت کے لیے زیادہ موزوں رہیں گے۔ چنانچہ انھوں نے عابدی صاحب کو یہ پیشکش کر دی۔ بہر حال عابدی صاحب لاہور آگئے اور ان کی بیگم اور کتب خانہ بھی یہاں آگئے تاہم ان کے لیے یہاں کا ماحول اجنبی تھا۔ سب سے بڑی قباحت تھی کہ اس ادارے کے بعض اساتذہ نے ان کی آمد کو اپنی آئندہ ترقی کی راہ میں رکاوٹ سمجھا۔

eISSN: 2707-6229
pISSN: 2707-6210

تحقیقی مجلہ تصدیق

Vol. 8 No. 2 (2026)

پنجاب یونیورسٹی نے غالب کی صد سالہ برسی کی مناسبت سے پروفیسر حمید احمد خان کی صدارت میں مجلس یادگارِ غالب قائم کی۔ ۱۹۶۹ء میں اس مجلس کی طرف سے متعدد کتابیں شایع کی گئیں جن میں غالب کے اردو فارسی متون بھی شامل تھے۔ ان میں سے "غزلیاتِ غالب فارسی"، "سبد چین" اور "پنج آہنگ" کی تصحیح و ترتیب کا کام عابدی صاحب نے انجام دیا۔ اسی سال ان کی مرتبہ غالب کی "گلِ رعنا" جامعہ پنجاب ہی کے ادارہ تحقیقات پاکستان کے اہتمام سے چھپی۔

عابدی صاحب ۳۰ر ستمبر ۱۹۷۳ء کو اورینٹل کالج کی ملازمت سے سبکدوش ہو گئے۔ اس لیے تقریباً ۲۳ برس سے اوپر کے طویل عرصے میں وہ ترقی کے ایک درجے سے بھی محروم رہے۔ بالآخر ۲۹ر جون ۱۹۷۹ء (۳ر شعبان ۱۳۹۹ھ) کو زندگی کا سفینہ کنارے آ لگا۔(۵)

وزیر الحسن عابدی نے ۱۹۶۱ء باغ دو در کے حصہ نثر کو اورینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی سے شایع کروایا اور ۱۹۷۰ء میں اس کالج کی طرف سے باغ دو در کے حصہ نظم و نثر کو "تحقیق نامہ" اور "تعلیقات" کے ساتھ شایع کروایا۔ چنانچہ ہم نے پہلے بھی ذکر کیا باغ دو در میں غالب کے ساٹھ فارسی خطوط موجود ہیں، ۱۹۷۰ء کی اشاعت میں وزیر الحسن عابدی نے "تحقیق نامہ" کے ضمن میں ان ساٹھ فارسی خطوط کو اردو میں منتقل کیا۔ پہلے دو خطوط کو تلخیص کے انداز میں پیش کیا اور تیسرے خط کے چار پیراگراف بھی تلخیص کے انداز میں ہی پیش کیے، باقی تمام خطوط کا ہو بہو روایتی ترجمہ ہیں۔ ڈاکٹر وزیر الحسن عابدی باغ دو در کے فارسی خطوط کے ترجمے کے بارے میں یوں لکھتے ہیں:

> "تلخیص مکاتباتِ باغ دو در، بزبان اردو، اس عنوان کے تحت ص ۳ سے ص ۲۲ تک باغ دو در کے فارسی خطوط کو اردو میں پیش کیا گیا ہے اور مطالعہ اور حوالے کی سہولت کے لیے ہر خط کے مضمون کو ترتیب وار مناسب عبارتوں میں تقسیم کر کے عبارت کا ترتیبی شمارہ قائم کیا گیا ہے اور عبارت کے اختتام پر قلابین میں اصل فارسی خط کی سطور کی نشاندہی کر دی گئی ہے۔ شروع کے دو خط تلخیص کے انداز میں پیش کرنے کے بعد ہم نے محسوس کیا کہ تحقیقی مقاصد کے لیے بہتر ہو گا کہ ہر اصل خط کو تمام و کمال اردو میں سامنے لایا جائے۔ اس لیے باقی تمام اردو خطوط فارسی کو ہو بہو ترجیح ہیں۔ خط میں مذکورات قابل توضیح یا مبہم ہیں ان کے لیے قلابین میں توضیحی یا تشریحی الفاظ اس طرح درج کیے گئے ہیں کہ عبارت کا جزو بنا کر پڑھے جا سکیں۔"(۶)

جیسا کہ وزیر الحسن عابدی نے بھی ذکر کیا ہے کہ پہلے دو خط تلخیص کے انداز میں پیش کرنے کے بعد تیسرے خط سے روایتی ترجمہ کا آغاز ہوتا ہے لیکن یہ بتانا ضروری ہے کہ تیسرے خط کے پانچویں پیراگراف سے روایتی ترجمہ شروع ہوتی ہے۔ یہ ترجمہ سادہ، سہل اور بامحاورہ ترجمہ ہے جس میں وزیر الحسن عابدی نے بہت روانی کے ساتھ ترجمہ کیا ہے۔ ترجمے میں فارسی القاب و آداب کا ترجمہ نہیں کیا گیا

eISSN: 2707-6229
pISSN: 2707-6210
تصدیق
Vol. 8 No. 2 (2026)

ہے بلکہ ان کو بعینہٖ اردو میں منتقل کر دیا گیا ہے۔ فارسی خطوط میں شامل اشعار کا بھی ترجمہ موجود نہیں ہے۔ توضیحات اور تشریحی الفاظ قلابین میں درج کیے گئے ہیں۔ ہر مکتوب الیہ کے نام تمام خطوط اکٹھے موجود ہیں۔ پہلا ترجمہ شدہ خط بنام منشی جواہر سنگھ جوہر اور آخری خط صفحہ نمبر ۱۲۲ پر بنام ہیرا سنگھ ہے، آخر میں کاتب کا لکھا ہوا خاتمہ کا ترجمہ بھی شامل ہے۔ تاریخی لحاظ سے دیکھا جائے تو یہ ترجمہ باغ دودر میں شامل فارسی خطوط کا پہلا باقاعدہ ترجمہ مانا جاتا ہے۔ ڈاکٹر وزیر الحسن عابدی نے پہلے "باغ دودر" کی تصحیح و تدوین کا اہتمام کیا پھر "تحقیق نامہ" کے ضمن میں فارسی خطوط کا اردو ترجمہ کیا۔

"باغ دودر" کا قلمی نسخہ وزیر الحسن عابدی کو دہلی میں علی مصطفی عابدی سامانی کے ذریعے ۱۹۴۱ء میں ملا اور دوستوں کی خواہش پر انھوں نے باغ دودر کی تصحیح و تدوین کا کام شروع کیا۔ تصحیح و تنقیح متن کے لیے عابدی صاحب کے پیشِ نظر صرف یہی نسخہ موجود تھا۔ چنانچہ ہم پہلے بھی ذکر کر چکے ہیں مولانا امتیاز علی عرشی کے مطابق اس نسخے میں کل اڑسٹھ (۶۸) خطوط تھے اور وزیر الحسن عابدی نے آٹھ خطوط کو باغ دودر سے حذف کیا۔ پہلے سات خطوط پنج آہنگ میں بھی موجود ہیں لیکن آخری خط سہواً حذف کیا گیا چونکہ آٹھ خطوط کے سامنے علامتِ حذف "لا" موجود تھی اور عابدی صاحب نے اس اشارے کی بنیاد پر ان خطوط کو حذف کیا۔ ساٹھ خطوط میں سے گیارہ خط بنام ہر گوپال تفتہ، تیرہ خط بنام میر احمد حسین میکش، تیرہ خط بنام جواہر سنگھ جوہر اور باقی چودہ خط غالب کے ہم عصروں کے نام ہیں۔

(۲) "باغ دودر" میں شامل غالب کے فارسی خطوط کا اردو ترجمہ (فارسی متن، حواشی اور تعلیقات کے ساتھ)__ مرتب و مترجم: پرتو روہیلہ

"باغ دودر" میں شامل فارسی خطوط کی اہمیت کے پیشِ نظر پرتو روہیلہ نے بھی ان خطوط کا اردو میں ترجمہ کیا۔ ترجمہ کے لیے پرتو روہیلہ صاحب کے پیشِ نظر وزیر الحسن عابدی صاحب کا وہ ایڈیشن رہا جو "تحقیق نامہ" اور "تعلیقات" کے ساتھ پنجاب یونیورسٹی کی صد سالہ سالگرہ پر ۱۹۷۰ء میں اورینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی سے پنجابی ادبی اکیڈمی پریس ماڈل ٹاؤن لاہور میں شائع ہوا۔ یہ وہ ایڈیشن ہے جس کی وضاحت اس سے پہلے ہم نے کی ہے۔ پرتو روہیلہ صاحب نے اپنے ترجمے میں وزیر الحسن عابدی کے ترجمے سے خاصی مدد لی ہے اور ترجمے کے دوران وزیر الحسن عابدی نے جو توضیحاتی الفاظ قلابین میں درج کیے تھے ان کو بغیر تحقیق و تصدیق کے، من و عن اس ترجمے میں شامل کیا ہے۔ زیرِ بحث ترجمہ ایک لفظی ترجمہ ہے اور وزیر الحسن عابدی کے بامحاورہ ترجمے کے برعکس اسے ایک لفظی ترجمے کے زمرے میں شامل کیا جاتا ہے۔

پرتو روہیلہ نے اپنے ترجمے میں وزیر الحسن عابدی سے اختلاف کی صورت میں حاشیے میں بڑے احتیاط کے ساتھ اپنے حواشی درج کیے ہیں۔ اس ترجمے کی خاص خصوصیات یہ ہیں کہ اوّلاً اس ترجمے کے ساتھ خطوط کے فارسی متون بھی دیے گئے ہیں تاکہ قاری ترجمہ

eISSN: 2707-6229
pISSN: 2707-6210

تحقیقی مجلہ تصدیق

Vol. 8 No. 2 (2026)

پڑھتے وقت ترجمے کا اصل متن کے ساتھ موازنہ کرے۔ اس ترجمے میں ساٹھ فارسی خطوط کے تراجم موجود ہیں اور ترتیب وہی رکھی گئی ہے جو وزیر الحسن عابدی نے اپنے ترجمے میں رکھی تھی۔

پرتو روہیلہ نے اس ترجمے میں فارسی اشعار کا نثری ترجمہ کیا ہے اور آخر میں مکتوب الیہم کے سوانح درج کیے ہیں، اس کے بعد چودہ صفحات پر مشتمل ایک فرہنگ دی ہے اور مشکل فارسی الفاظ کے تراجم دیے ہیں۔ آخر میں "نامہ ہاے فارسی غالب" مترجم پرتو روہیلہ کے بارے میں مشاہیر ادب کی آرادی گئی ہیں جن میں "نامہ ہاے فارسی غالب" کے ترجمے کے بارے میں پرتو روہیلہ کے اس کام کو سراہا گیا ہے۔ اگلے صفحات میں اس ترجمے کا تعارف پیش کیا جائے گا۔

"باغ دودر" کے فارسی خطوط کا ترجمہ پرتو روہیلہ نے بڑی محنت اور لگن سے کیا ہے۔ اس ترجمے میں نہ صرف ترجمہ کی طرف توجہ دی گئی ہے بلکہ تدوین اور ترتیب الفاظ کا خاص خیال رکھا گیا ہے، اس ترجمے پر ڈاکٹر وحید قریشی نے دیباچہ لکھا ہے جس میں پرتو روہیلہ کے اس ترجمے کی داد دی ہے اس کے بعد پرتو روہیلہ نے تحقیقی انداز میں "پیش گفتار" لکھا ہے۔ خطوط کا اردو ترجمہ ص ۱۹ سے شروع ہو کر ص ۱۱۶ پر ختم ہوتا ہے۔ اس کے بعد خطوط کا فارسی متن دیا گیا ہے اور پوری کتاب ۲۳۹ صفحات پر مشتمل ہے۔ آخر میں حواشی و تعلیقات کا اہتمام نہیں کیا گیا ہے بلکہ ہر صفحے کے حاشیے پر توضیح و تشریح کے لیے حواشی دیے گئے ہیں۔ یہ ترجمہ پہلی بار ۲۰۰۰ء میں "بزم علم و فن پاکستان" (انٹرنیشنل) اسلام آباد سے شایع ہوا۔ پرتو روہیلہ صاحب نے اس ترجمے کو "کلیات مکتوباتِ فارسی غالب" میں شامل کرکے دوسرے تراجم کے ساتھ ۲۰۰۸ء نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد سے شایع کروایا۔

"نامہ ہاے فارسی غالب" کے اردو تراجم کا تحقیقی مطالعہ:

نامہ ہاے فارسی غالب میں شامل اکتیس (۳۱) خطوط اس لیے اہم ہیں چونکہ ان خطوط کے ذریعے غالب کے سفر کلکتہ کے بارے میں ہمیں معلومات فراہم ہوتی ہیں۔ ان خطوط کو سیّد اکبر علی ترمذی نے مرتب کرکے ۱۹۶۹ء میں کتابی صورت میں شایع کروایا۔ اس کتاب پر چوّن (۵۴) صفحات پر مشتمل ایک انگریزی مقدمہ لکھا۔ ان خطوط کے ذریعے غالب کا سفر کلکتہ اور مقدمۂ پنشن کے مسائل ہمارے لیے واشگاف ہوتے ہیں۔ غالب نے ایک خط میں بنارس کی تعریف میں ایک مثنوی لکھی اور الہ آباد کی ہجو کی۔ ان خطوط سے ہمیں یہ بھی پتا چلتا ہے کہ غالب اور کلکتہ کے شاعروں کے درمیان محاذ آرائی ہوئی جس پر وہ لوگ غالب کو اپنا نشانۂ تنقید بناتے ہیں اور ان کو کمتر دکھانے کی کوشش کرتے ہیں، غالب چونکہ ان کے شہر میں بطور مہمان گئے تھے تو اپنے دوست نواب علی اکبر خاں کی ہدایت پر ان لوگوں سے صلح کرنے کے لیے "باد مخالف" کے عنوان سے مثنوی تحریر کرتے ہیں تاکہ اہل کلکتہ کے شاعروں سے ان کی صلح ہو جائے۔ ان خطوط کی اہمیت کے پیشِ نظر، ان تراجم کا تعارف کرنا مقصود ہے جو مختلف برسوں میں تحریر کیے گئے۔

eISSN: 2707-6229
pISSN: 2707-6210

تصدیق

Vol. 8 No. 2 (2026)

(ا)مکتوباتِ غالب__ مترجم؛لطیف الزمان خاں:

لطیف الزمان خان پاکستانی ادیب اور خاکہ نگار ہیں جو ۱۳/مارچ ۱۹۲۶ء بھیل واڑہ(راجستھان) میں پیدا ہوئے۔ان کے خاکوں کا مجموعہ "ان سے ملیے" کے نام سے چھپا اور آج کل ملتان میں رہائش پذیر ہیں۔(۷)لطیف الزمان کا نام غالب شناسوں کی فہرست میں آتا ہے اور ان کی کتب خانہ ملتان میں غالبیات پر مبنی کتب کا ایک اچھا ذخیرہ سمجھا جاتا ہے۔انھوں نے غالب شناسی کے سلسلے کو بڑھانے میں بہت اچھی خدمات سرانجام دی ہیں۔اس سلسلے میں انھوں نے "نامہ ہائے فارسی غالب" مرتبہ اکبر علی ترمذی کو پہلی بار ۱۹۹۵ء میں اردو ترجمہ کیا اور اس کے علاوہ "مہر نیم روز" کو بھی اردو میں منتقل کیا۔لطیف الزمان خاں نے "نامہ ہائے فارسی غالب" کی اہمیت کو جانتے ہوئے ان خطوط کا ترجمہ "مکتوباتِ غالب" کے نام سے کیا اور یہ ترجمہ دوسری دفعہ فروری ۱۹۹۹ء مکتبہ دانیال کراچی سے چھپا۔

ترجمے کے لیے ان کے پیشِ نظر سید اکبر علی ترمذی کا مرتب کردہ نسخہ رہا لیکن بعض مقامات پر اشعار اور کہیں کہیں مصرعے غائب تھے۔اس کمی کو پورا کرنے کے لیے انھوں نے کلیاتِ غالب فارسی کے دوسرے ایڈیشن مطبوعہ لکھنؤ ۱۸۷۲ء سے مدد لی ہے۔ترجمے میں جہاں کہیں حواشی کی ضرورت پڑی ہے صفحے کے حاشیے پر اس نسخے کے پیشِ نظر غلطیوں کا ازالہ کیا گیا ہے اور توضیحی الفاظ کا اہتمام بھی کیا گیا ہے۔مقدمہ سید اکبر علی ترمذی کا لکھا ہوا ہے جس میں ان خطوط کی دریافت اور ان خطوط میں غالب کے سفر کلکتہ اور مقدمہ پنشن کے مسائل کی تشریح کی گئی ہے۔یہ ترجمہ ۱۹۰ صفحات پر مشتمل ہے اور خطوط ص ۶۲ سے شروع ہو کر ۱۶۰ پر ختم ہو جاتے ہیں۔اس ترجمے میں اکتیس(۳۱)فارسی خطوط کے تراجم موجود ہیں لیکن فہرست میں خطوط کے مکتوب الیہم نہیں لکھے گئے ہیں۔خطوط کے تراجم سے پہلے غالب کے عارضی قیام کی سلسلہ وار واقعات کی تاریخی لکھی گئی ہیں،یعنی ۱۸۲۵ء سے لے کر ۱۸۲۹ء تک کی واقعات کی تاریخیں ذکر کی گئی ہیں۔خطوط کے تراجم کے بعد پانچ ضمائم اضافہ کیے گئے ہیں جن میں "باد مخالف" کی مثنوی کا ترجمہ بھی موجود ہے جسے غالب نے کلکتہ کے شاعروں سے صلح کرنے کی غرض سے لکھا تھا۔

یہ ترجمہ "نامہ ہائے فارسی غالب" کا پہلا ترجمہ ہے۔فنِ ترجمہ نگاری کی اقسام کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ ایک لفظی ترجمہ ہے جس میں مترجم فارسی متن کے ساتھ آگے چلتا ہے جہاں کہیں مشکل الفاظ کی تشریح کی ضرورت پڑی الفاظ کے معانی بھی بتائے گئے ہیں۔کلیاتِ غالب فارسی کے نسخہ ۱۸۷۲ء کے پیشِ نظر بڑے تحقیقی انداز میں حواشی درج کیے گئے ہیں۔اس ترجمے کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ فارسی اشعار کے تراجم بھی ہر شعر کی ذیل میں دیے گئے ہیں تاکہ قاری فارسی اشعار کے معانی کو بدرستی سمجھ سکے۔اس ترجمے میں خط نمبر اٹھائیس(۲۸)اور خط نمبر اکتیس(۳۱)بنام نواب سید علی اکبر خاں ہیں اور باقی تمام خطوط محمد علی خاں صدر امین باندا کے نام ہیں لیکن خط نمبر ۳۱ کے علاوہ دوسرے خط کے مکتوب الیہ کا ذکر نہیں کیا گیا۔

eISSN: 2707-6229
pISSN: 2707-6210
تصدیق
Vol. 8 No. 2 (2026)

ترجمہ سلیس اور رواں ہے۔ بہت حد تک کوشش کی گئی ہے کہ الفاظ کا من و عن ترجمہ کیا جائے، جہاں کہیں تسلسل اور روانی ٹوٹ جاتی ہے وہ اس وجہ سے ہے کہ اصل متن کرم خوردہ تھا۔ لطیف الزمان خاں نے جہاں کرم خوردہ جگہوں کا ترجمہ نہیں کیا ہے صفحے کے حاشیے پر لکھا گیا ہے کہ کیڑوں نے عبارت کھالی ہے اس لیے یہاں ترجمہ ناقص اور ادھورا نظر آتا ہے۔ بعض جگہوں پر اگر عبارت مکمل نظر نہیں آتی تو لطیف الزماں خاں نے قیاسی ترجمہ کیا ہے اور اپنے حدس و گمان کے مطابق ابہام کو دور کرنے کی غرض سے ترجمہ شامل کیا ہے۔ لطیف الزماں نے ایک اور اچھا کام یہ کیا ہے کہ جہاں کسی دوسرے شاعر کے اشعار خطوط میں شمار کیے گئے ہیں ان کی نشاندہی کی ہے اور شاعر کا نام بھی بتایا ہے۔ غالب نے اپنے ان خطوط میں فارسی محاورے بھی استعمال کیے ہیں، مترجم نے ان فارسی محاوروں کو بہتر واضح کرنے کے لیے حاشیے میں مزید وضاحت کی ہے۔ ان خطوط میں متروک محاورے بھی شامل ہیں جن کو لطیف الزمان نے نشان زد کیا اور ان کے صحیح معانی بتائے ہیں۔ مجموعی طور پر انھوں نے اپنے ترجمے میں تحقیقی امور کی طرف بھی توجہ دی ہے اصل حقائق کی طرف بھی اشارہ کیا ہے اور اصل متن کو سمجھانے کی کوشش کی ہے۔

(۲) نقش نیم رخ (ترجمہ نامہ ہائے فارسی غالب)__ مترجم: ڈاکٹر تنویر احمد علوی:

جیسا کہ ہم نے بھی ذکر کیا، ڈاکٹر تنویر احمد علوی نے ۱۹۹۲ء میں پنج آہنگ میں شامل فارسی خطوط کا ترجمہ کیا اور اس ترجمے میں تحقیقی امور کی طرف توجہ دی۔ تنویر علوی نے ۲۰۰۲ء میں "نامہ ہائے فارسی غالب" کا اردو ترجمہ کیا۔ ترجمے کے لیے "نامہ ہائے فارسی غالب" مرتبہ سید اکبر علی ترمذی پیش نظر رہی۔ "نامہ ہائے فارسی غالب" میں خطوط کی کل تعداد اکتیس (۳۱) ہے لیکن تنویر احمد علوی کے ترجمے میں صرف تئیس (۲۳) خطوط شامل ہیں اور آخر میں "آثار غالب" میں شامل فارسی خطوط کے تراجم بھی شامل کیے گئے ہیں۔ اس ترجمے میں چند خامیاں نظر آتی ہیں جن کے بارے میں ترتیب وار بات ہوگی۔ پہلی بات جو حیران کن ہے وہ یہ ہے کہ بعض خطوط دو الگ خطوط میں تقسیم کیے گئے ہیں اور خطوط پر نمبر درج نہیں ہے اور قاری ترجمہ پڑھتے وقت الجھن کا شکار ہوتا ہے، مثال کے طور پر اس ترجمے کے صفحہ نمبر ۱۳ پر "قبلہ و قبلہ گاہ من سلامت" کے عنوان سے ایک خط کا ترجمہ دیا گیا ہے لیکن یہ خط پورا نہیں ہے اور اگلا خط جو پچھلے خط کا حصہ ہے ایک الگ خط کی شکل میں دیا گیا ہے جو غلط ہے، پرتو روہیلہ کے ترجمے میں یہ ایک ہی خط کے طور پر شامل ہے۔ ان ترجمہ شدہ خطوط کا کسی دوسرے خطوطے کے ساتھ موازنہ نہیں کیا گیا ہے اور کسی خط کے حوالے سے ہمیں خاص معلومات یا حواشی بھی نہیں ملتے۔ مزید یہ کہ مترجم نے "پیش لفظ" اور "تعارف" میں وہی باتیں دہرائی ہیں جو مرتب سید اکبر علی ترمذی نے اپنے مقدمے میں بیان کی ہے۔ "نامہ ہائے فارسی غالب" مرتبہ سید اکبر علی ترمذی میں پانچ ضمیمے درج تھے لیکن تنویر علوی نے ان پانچ ضمائم کے حوالے سے نہ کوئی بات کی ہے او

eISSN: 2707-6229
pISSN: 2707-6210

Vol. 8 No. 2 (2026)

ر+ نہ ان کے تراجم کو اپنے ترجمے میں شامل کیا ہے۔ تنویر علوی نے "نامہ ہاے فارسی غالب" کے اس ترجمے کو "نقشِ نیم رخ" کے نام سے غالب انسٹی ٹیوٹ جیسے بڑے ادارے سے شائع کروایا ہے اور انتساب مشفق خواجہ کے نام سے کیا ہے۔

یہ ترجمہ ایک سو ستتر(۱۷۷)صفحات پر مشتمل ہے، صفحہ انچاس تک "پیش گفتار" اور "تعارف" اور صفحہ پچاس سے خطوط کے اردو ترجمہ بھی شامل کیے گئے ہیں۔ حیرت کی بات ہے کہ تنویر علوی نے دیباچے میں "آثارِ غالب" کے ترجمے کے حوالے سے کوئی وضاحت نہیں کی ہے۔ کلی طور پر اس ترجمے میں تحقیقی اور تدوینی امور کی طرف خاص توجہ نہیں دی گئی ہے۔ تنویر احمد علوی نے جہاں اصل متن میں عبارات کرم خوردگی کی وجہ نامکمل ہیں، ان کی طرف اشارہ نہیں کیا ہے اور قیاسی ترجمے میں بھی ان کا ذکر نہیں کیا ہے۔ دراصل تنویر احمد علوی نے معنی و مطلب کو اپنے الفاظ میں ادا کیا ہے۔

(۳)نامہ ہاے فارسی غالب__ مترجم؛ پرتو روہیلہ:

پرتو روہیلہ نے فارسی خطوط غالب کے ترجمے میں دلچسپی لیتے ہوئے "نامہ ہاے فارسی غالب" کا بھی ترجمہ کیا۔ انھوں نے ۱۹۹۹ء میں ان خطوط کا ترجمہ کر کے ادارۂ یادگار غالب کراچی سے شائع کروایا۔ اس ترجمے کے لیے ان کے پیشِ نظر "نامہ ہائے فارسی غالب" مرتبہ سید اکبر علی ترمذی رہی۔ پرتو روہیلہ نے ان خطوط کے ترجمے کے علاوہ تدوینی امور کی طرف بھی توجہ دی اور لطیف الزمان خاں کی طرح جہاں کرم خوردہ جگہوں پر الفاظ محو تھے قیاس و گمان سے کام لے کر قیاسی ترجمہ کیا ہے اور بریکٹ میں بھی ذکر کیا ہے۔ صفحات پر جہاں حواشی درج کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی حاشیہ دے کر ان امور کی طرف اشارہ کیا ہے۔

جیسا کہ ہم نے پہلے ہی اشارہ کیا۔ آہنگ پنجم اور "نامہ ہاے فارسی غالب" کے آٹھ خطوط مشترک ہیں۔ پرتو روہیلہ نے اپنے ترجمے کے آخر میں آہنگ پنجم کے ان آٹھ خطوط میں سے چھے خطوط کے تراجم اور دو خطوط کے متون کے اختلافات درج کیے ہیں۔ یہ ترجمہ دو سو چوبیس(۲۲۴) صفحات پر مشتمل ہے۔ "پیش گفتار" میں پرتو روہیلہ ترجمے کے حوالے سے وضاحت طلب باتیں بتائی ہیں۔ "پیش لفظ" قاضی عبدالودود کا لکھا ہوا درج ہے اور اس کے بعد "نامہ ہاے فارسی غالب" کی جزئیات کے حوالے سے سید اکبر علی ترمذی کا "دیباچہ" "مقدمہ" دیا گیا ہے۔ خطوط کے تراجم ص ۵۹ سے شروع ہو کر ص ۱۵۲ پر ختم ہوتے ہیں۔ اس ترجمے میں کل ترجمہ شدہ خطوط اکتیس(۳۱) ہیں۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ پرتو روہیلہ نے "نامہ ہاے فارسی غالب" کا ترجمہ سید اکبر علی ترمذی کے ایڈیشن کو مد نظر رکھ کر کیا ہے۔ ترجمے میں پانچ ضمائم وہی دیے گئے ہیں جو مرتب سید اکبر علی ترمذی نے شامل کیے تھے جن میں مثنوی "باد مخالف" بھی شامل ہے۔ آخری ضمیمے میں کلیات فارسی غالب شائع کردہ مجلس یادگار غالب پنجاب یونیورسٹی لاہور کی منظومات سے مثنوی "اد مخالف" اور قصیدہ بنام فرانس ہاکنس کا موازنہ بھی شامل ہے اور متعدد اختلافات سامنے آئے ہیں۔ سید اکبر علی ترمذی نے "نامہ ہاے فارسی غالب" کے

eISSN: 2707-6229
pISSN: 2707-6210

تصدیق

Vol. 8 No. 2 (2026)

دیباچے کے حواشی میں متعدد شخصیات سے معلومات درج کی ہیں، پرتو روہیلہ نے ان شخصیات پر مشتمل معلومات کو الفبائی صورت دے کر اپنے ضمائم کے بعد شامل کیا ہے اور چند شخصیات کا احوال بھی "بزمِ غالب" از عبد الرؤف عروج سے اخذ کیا ہے۔

پرتو روہیلہ نے "نامہ ہائے فارسی غالب" مرتبہ سید اکبر علی ترمذی کی نئی ترتیب دے کر ترجمہ کیا ہے اور جہاں اصل متن سے اختلافی باتیں سامنے آئی ہیں ان کو حواشی میں درج کیا ہے۔ جہاں قیاسی ترجمہ کیا ہے وہاں بریکٹ میں قیاسی درج کیا ہے۔ سارے ترجمہ شدہ خطوط پر نمبر درج ہیں اور فارسی اشعار کے بھی ترجمے دیے گئے ہیں۔ ترجمہ کرنے کے علاوہ پرتو روہیلہ نے تدوین کی طرف بھی دھیان دیا ہے۔ پرتر روہیلہ اپنے اس ترجمے کے حوالے سے بات کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "یہ ترجمہ، جو آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں، ایک بنیادی مفروضے پر مبنی ہے اور وہ مفروضہ یہ ہے کہ اس ترجمے کا پڑھنے والا ایک متوسط درجے کی علمی استطاعت کا قاری ہو گا، یعنی کوئی پرائمری کا طالب علم اس کو ہاتھ نہیں لگائے گا۔ اس مفروضے پر اس ترجمے کی بنیاد رکھنا اس لیے ضروری تھا کہ ہر لفظ اور ہر فقرے کا ترجمہ کرنا اصل متن کی روح کو زخمی کرنے کے مترادف تھا، جب کہ میں چاہتا تھا کہ اردو کا عام قاری بھی اس نثر سے لطف اندوز ہو سکے۔ اس خیال کے مد نظر میں نے متعدد الفاظ، بہت سے فقروں، اکثر القاب و آداب کو جوں کا توں رکھا، ان کا ترجمہ کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ وجہ یہی تھی کہ متوسط استعداد کا اردو دان ان الفاظ کا مفہوم سمجھتا ہے۔ اس لیے خوب صورت نثر کے ان جڑے ہوئے موتیوں کو مترادفات کے پتھروں سے نہ توڑنے کا فیصلہ کیا گیا۔"(۸)

پرتو روہیلہ کے اس اقتباس سے اہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ انھوں نے اس ترجمے میں اپنے مفروضے کی طرف توجہ دی ہے۔ ترجمے کو پڑھتے وقت یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ نہ صرف فارسی القاب و آداب ہو بہو منتقل ہوئے ہیں بلکہ غالب کی نثر نگاری کے اسلوب کو بھی برقرار رکھنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ ان کے اسلوب نگارش کی جھلکیاں بھی نظر آئیں نیز منشائے مصنف کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کا طرزِ تحریر بھی منتقل ہو جائے تاکہ قاری غالب کی نثر کی لطافت سے بھی محظوظ رہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ غالب کی خاص تراکیب بعینہٖ منتقل ہو گئی ہیں، اس ترجمے میں فارسی تراکیب کے استعمال نے اُسے لفظی ترجمہ بنا دیا ہے دوسری بات یہ ہے کہ پرتو روہیلہ نے الفاظ کے منتقلی پر زور دیا ہے اور ہر لفظ کا خیال رکھا ہے۔

پرتو روہیلہ نے "نامہ ہائے فارسی غالب" کے اس ترجمے کو اپنی شائع شدہ کتاب ''کلیاتِ مکتوباتِ فارسی غالب'' میں بھی شامل کیا اور نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد سے ۲۰۰۸ء میں شائع کروائی جس میں فارسی خطوط کا متن بھی شامل ہے لیکن ضمائم اس کلیات میں شامل نہیں ہیں۔

eISSN: 2707-6229
pISSN: 2707-6210

تحقیقی مجلہ تصدیق

Vol. 8 No. 2 (2026)

"آثارِ غالب" میں شامل فارسی خطوط کے اردو تراجم کا تحقیقی مطالعہ:

"آثارِ غالب" نظم و نثر دو حصوں پر مشتمل ہے اور اس میں بتیس فارسی خطوط شامل ہیں ان میں سے چار خط بعض اختلافات کے ساتھ "متفرقاتِ غالب" مرتبہ پروفیسر مسعود حسن رضوی میں بھی شامل ہیں اور باقی اٹھائیس خطوط کسی دوسرے مجموعے میں شامل نہیں ہیں۔ "آثارِ غالب" کو قاضی عبدالودود نے مرتب کیا، اس کے دو ترجمے ہوئے ہیں ذیل میں ان دونوں تراجم کا تعارف پیش کریں گے۔

(ا) غالب کے بتیس (۳۲) فارسی مکاتیب، ترجمہ، فرہنگ اور حواشی: پرتوروہیلہ۔ تمہید اور توضیحات: ڈاکٹر سید معین الرحمٰن

پرتوروہیلہ نے ۱۹۹۸ء میں "آثارِ غالب" میں شامل فارسی خطوط کا ترجمہ کیا اور ڈاکٹر سید معین الرحمن کی کتاب "تحقیق نامہ غالب" میں الوقار پبلی کیشنز کی طرف سے شائع کروایا۔ اس ترجمے میں آثارِ غالب کے بارے میں ڈاکٹر معین الرحمن نے تمہید اور توضیحات لکھیں۔ پرتوروہیلہ کا ترجمہ صفحہ ۲۰ سے شروع ہو کر صفحہ چھیالیس پر ختم ہوتا ہے آخر میں پرتوروہیلہ نے "توضیحات و حواشی" اور "مختصر فرہنگِ آثارِ غالب" کا اضافہ کیا ہے۔ مختصر فرہنگ کے ذریعے مشکل الفاظ کی وضاحت کی گئی ہے۔

اس ترجمے کے لیے پرتوروہیلہ کے پیش نظر قاضی عبدالودود کا وہ نسخہ تھا جو انھوں نے ۱۹۴۸ء میں مرتب کیا تھا، یہ کتاب ادارۂ تحقیقاتِ اردو پٹنہ ہندوستان سے دوسری مرتبہ ۱۹۹۵ء میں اشاعت پذیر ہوئی۔ یہ خطوط غالب کے قیام کلکتہ کے بارے میں ہمیں معلومات فراہم کرتے ہیں۔ اس ترجمے میں ابتدائی پچیس ۲۵ خطوط بنام مرزا احمد بیگ تپاں، ایک خط بنام مولوی سراج الدین احمد، دو خط بنام خواجہ فیض الدین حیدر شائق جہانگیری، تین خط بنام خواجہ حسن اور آخری خط بنام خواجہ فخر اللہ ہے۔ قاضی عبدالودود غالب کے خط نمبر ۲۵ کو مرزا احمد بیگ تپاں کے نام شمار کرتے ہیں۔ ڈاکٹر حنیف نقوی لکھتے ہیں:

> "اس خط کا اندازِ تخاطب تپاں کے نام کے عام خطوط کے انداز سے بالکل مختلف ہے۔ اس لیے ہمیں شبہ ہے کہ یہ ان کے نام نہیں۔۔۔ بعض شواہد کی بنا پر ہمارا خیال ہے کہ یہ نواب سید علی اکبر خاں طباطبائی کے نام ہے۔ نواب صاحب کا قیام ہوگلی میں تھا اور خواجہ محمد مستقیم صاحب بھی، جن کی خدمت میں سلام نیاز پہنچانے کی اس خط کے مکتوب الیہ سے درخواست کی گئی ہے، ہوگلی ہی میں رہتے تھے۔ علاوہ بریں "سپہر آستانا" جیسے القاب بھی تپاں کی نسبت نواب صاحب موصوف (سید علی اکبر خاں طباطبائی) سے تخاطب کے امکان کو تقویت بخشتے ہیں۔"(۹)

پرتوروہیلہ نے "آثارِ غالب" کا پہلا باقاعدہ ترجمہ کیا۔ انھوں نے توضیحات و حواشی میں مرتبین، قاضی عبدالودود اور ڈاکٹر محمد حنیف نقوی کی آرا بھی شامل کی ہیں۔ پرتوروہیلہ ڈاکٹر سید معین الرحمن کے نام ایک مکتوب ۱۰ نومبر ۱۹۹۷ء میں "آثارِ غالب" کے ترجمے کے بارے میں یوں اظہار خیال کرتے ہیں:

"زیر نظر ترجمے میں، یہ التزام رکھا گیا ہے کہ جہاں ہو سکے بامحاورہ ترجمے سے احتراز کیا جائے اور لفظی ترجمہ پیش کیا جائے۔ مقاصد دو تھے۔ ایک تو یہ کہ اس زمانے کا طرزِ تحریر سامنے آجائے، دوسرے بات کہنے والے کے خیال کی لطافت کا بھی خاطر خواہ اظہار ہو سکے۔ ورنہ وہ شخص جو فارسی سے نابلد ہے اور بامحاورہ ترجمہ پڑھتا ہے، وہ فکر و خیال کی ان رنگارنگ کیاریوں سے ناآشنا ہی رہے گا کہ جو غالب نے عرض حال کے لیے سجائی ہیں....."(۱۰)

اس مکتوب کی تاریخ سے پتا چلتا ہے پرتو روہیلہ نے ۱۹۹۷ء میں مآثر غالب کا اردو ترجمہ کیا تھا اور اس خط میں اپنے ترجمے کی خصوصیات بیان کی ہیں۔ یاد رہے کہ یہ ترجمہ پہلے رسالہ تحقیق نامہ شمارہ ۶۔۷، اشاعت ۹۸۔۱۹۹۷ء میں چھپا۔ یہ رسالہ ڈاکٹر سید معین الرحمن کی ادارت میں شائع کیا گیا اور اس کے حصہ "تراجم غالب" میں ان بتیس ۳۲ فارسی خطوط کا اردو ترجمہ شامل کیا گیا ہے۔ بعد میں ڈاکٹر سید معین الرحمن نے اپنی کتاب "تحقیق نامہ غالب" میں ان فارسی خطوط کے تراجم کو بھی شامل کیا۔

پرتو روہیلہ کا مآثر غالب میں شامل فارسی خطوط کا مذکورہ بالا ترجمہ سنہ ۲۰۰۰ء میں تیسری مرتبہ مآثر غالب مرتبہ قاضی عبدالودود میں شامل کیا گیا اور ڈاکٹر حنیف نقوی نے مآثر غالب کی تصحیح و ترتیب جدید کا اہتمام کیا۔ اس کتاب میں فارسی خطوط کے حصے میں ایک تبدیلی نظر آتی ہے اور وہ یہ ہے کہ پچیسواں خط جو پہلے مرزا احمد بیگ تپاں کے نام تھا، نواب علی اکبر خاں طباطبائی کے نام آیا ہے۔ اس نئے ایڈیشن میں ڈاکٹر حنیف نقوی نے قاضی عبدالودود کے حواشی پر حواشی لکھے۔ اس طباعت میں پرتو روہیلہ کے "مآثر غالب" میں شامل فارسی خطوط کے اردو تراجم بھی شامل کیے گئے ہیں۔ اس ترجمے میں پرتو روہیلہ نے پچیسواں خط جو پہلے مرزا احمد بیگ تپاں کے نام تصور کیا گیا تھا، اُسے نواب علی اکبر خاں طباطبائی کی طرف منسوب کرتے ہوئے ترجمہ کیا ہے۔ یہ ترجمہ اس کتاب کے صفحہ نمبر ۲۲۳ سے شروع ہو کر صفحہ نمبر ۲۴۹ پر ختم ہوتا ہے۔ اس کے بعد مختصر و مفید حواشی اور توضیحات کا اہتمام کیا گیا ہے اور آخر میں مختصر فرہنگِ مآثر غالب بھی شامل کی گئی ہے۔ اس ترجمے کی ایک خوبی یہ ہے کہ اس ایڈیشن میں اصل فارسی خطوط کا متن بھی شامل ہے اور قاری بخوبی ترجمے کا اصل متن کے ساتھ موازنہ بھی کر سکتا ہے۔

(۲) مآثر غالب__ مترجم: ڈاکٹر تنویر احمد علوی:

ڈاکٹر تنویر احمد علوی نے "نامہ ہائے فارسی غالب" کا "نقش نیم رخ" کے نام سے ۲۰۰۲ء میں ترجمہ کیا اور غالب انسٹی ٹیوٹ نئی دہلی سے اس کی اشاعت کروائی۔ اس ترجمے میں۔" مآثر غالب" میں شامل فارسی خطوط کے اردو تراجم کے حوالے سے کوئی وضاحت نہیں کی ہے اور یہ بات واضح نہیں کہ انھوں نے اپنے اس ترجمے کے لیے کس نسخے سے استفادہ کیا ہے۔ ان خطوط کے ترجمے کے ساتھ حواشی اور توضیحات درج نہیں ہیں، خطوط پر نمبر بھی درج نہیں۔ اس میں کل ترجمہ شدہ خطوط کی تعداد چھتیس (۳۶) ہے، ان چھتیس (۳۶) تراجم میں

سے تیس (۳۰) خطوط مرزا احمد بیگ خاں تپاں کے نام ہیں لیکن ان تیس (۳۰) خطوط میں سے چھ خطوط ایسے ہیں جن کے اردو تراجم دوبار درج کیے گئے ہیں یعنی چھ خطوط کے تراجم کی تکرار کو اگر ہم تیس (۳۰) خطوط میں سے کم کریں تو مرزا احمد بیگ تپاں کے نام چوبیس (۲۴) خطوط کے تراجم بنتے ہیں اور آخری خط ڈاکٹر حنیف نقوی کی تحقیق کی بنیاد پر نواب سید علی اکبر خاں کے نام ہے، یوں مرزا احمد بیگ خاں تپاں کے نام کل چوبیس خطوط کے تراجم اس میں شامل ہیں۔ مجھے ان تراجم کو پڑھ کر بڑی حیرت ہوئی کہ مترجم نے کیوں ان چھ خطوط کے تراجم کو دوبار ترجمہ کر کے شامل کیا ہے، دونوں تراجم میں بھی بڑی حد تک فرق محسوس ہوتا ہے یاد رہے تنویر احمد علوی نے خط نمبر چھے کا پہلا حصہ، خط نمبر سات کے ساتھ ملا کر ایک خط کی شکل میں ترجمہ کیا ہے۔

اس ترجمے میں ایک خط بنام مولوی سراج الدین احمد، دو خط بنام خواجہ فیض الدین شائق جہانگیری، دو خط بنام خط خواجہ محمد حسن اور ایک خط بنام خواجہ جمیل فخر اللہ صاحب موجود ہیں۔ ترجمے میں خط نمبر (۳۱) کا اردو ترجمہ جو خواجہ محمد حسن کے نام ہے موجود نہیں ہے۔ اگر چھ خطوط کے اردو تراجم کی تکرار کو چھتیس (۳۶) ترجمہ شدہ خطوط میں سے کم کریں تو تنویر احمد علوی کے ترجمے میں کل تیس (۳۰) خطوط کے تراجم ملیں گے جو "آثارِ غالب" مرتبہ قاضی عبد الودود میں بھی شامل ہیں۔

ترجمے پر حواشی و توضیحات درج نہ ہونے کی وجہ سے اس ترجمے کی اہمیت کم ہو گئی ہے، کیونکہ کچھ جگہوں پر خاص الفاظ کی زیادہ وضاحت کی ضرورت ہے یا مرتب کے مرتب کردہ متن سے اختلاف کی صورت میں مترجم کا یہ حق بنتا ہے کہ حواشی میں اپنی رائے کا اظہار کرے اور قیاسی ترجمے سے کام لے۔ اس ترجمے میں تدوینی و تحقیقی امور کی طرف بالکل توجہ نہیں دی گئی ہے اور مترجم نے یہ بھی ذکر نہیں کیا ہے کہ ان کے پیش نظر کونسا نسخہ موجود تھا جس کی بنیاد پر وہ ترجمے کے کرب سے گزرے۔ اس ترجمے کے آخر میں یہ عبارت لکھی گئی۔

"تمام شد کار املابہ وقتِ شام سوا سات بجے، ۲۴/ ماہ جون ۱۹۹۸ء بہ دستِ عشرت جہاں ہاشمی"

"متفرقاتِ غالب" میں شامل فارسی خطوط کے اردو تراجم کا تحقیقی مطالعہ:

"متفرقاتِ غالب" کو پروفیسر سید مسعود حسن رضوی نے مرتب کیا۔ یہ دو حصوں پر مشتمل ہے پہلے حصے میں فارسی خطوط غالب ہیں جن کی تعداد انچاس ہے، ان انچاس خطوط میں سے اکیس خطوط مولوی سراج الدین احمد، بیس خطوط مرزا ابو القاسم خان، چھ خطوط مرزا احمد بیگ خاں اور ایک ایک خط شیخ ناسخ اور ادارۂ جام جہاں نما کے نام ہیں۔ ڈاکٹر حنیف نقوی کے مطابق "متفرقاتِ غالب" اور "پنج آہنگ" میں کل چودہ خطوط مشترک ہیں لیکن پروفیسر مسعود حسن رضوی کا خیال یہ تھا کہ کل گیارہ خطوط دونوں مجموعوں میں بطور مشترک خطوط کے موجود ہیں۔ اس کے علاوہ "متفرقاتِ غالب" اور "آثارِ غالب" میں مرزا احمد بیگ خاں کے نام چھ خطوط میں سے چار خطوط مشترک ہیں۔

eISSN: 2707-6229
pISSN: 2707-6210
تصدیق
Vol. 8 No. 2 (2026)

"متفرقاتِ غالب" مرتبہ؛ مسعود حسن رضوی ادیب، فارسی خطوط کا اردو ترجمہ مع فارسی متن، سوانح مکتوب الیہم و فرہنگ از پرتو روہیلہ

پرتو روہیلہ نے فارسی خطوط غالب کے ترجمے میں دلچسپی لیتے ہوئے "متفرقاتِ غالب" میں شامل انچاس فارسی خطوط کا اردو ترجمہ کیا اور ادارۂ یادگارِ غالب کراچی سے ۲۰۰۵ء میں شائع کروایا۔ متفرقاتِ غالب کے فارسی خطوط "نامہ ہائے فارسی غالب" کے خطوط کے فوراً بعد ۱۹۹۸ء کے اوائل میں ترجمہ ہو کر طباعت کے لیے ہر طرح سے تیار تھے لیکن پرتو روہیلہ کی مصروفیات کی وجہ سے ان خطوط کا ترجمہ ۲۰۰۵ء میں ادارۂ یادگارِ غالب کراچی سے زیورِ طباعت سے آراستہ ہوا۔ اس ترجمے کی ایک خوبی یہ ہے کہ اردو ترجمے کے ساتھ فارسی متن بھی کتاب میں شامل ہے اور یوں کتاب بالترتیب "فارسی مکتوبات کا اردو ترجمہ "مکتوبات کا فارسی متن"، "مکتوبات الیہم کے سوانحی احوال و کوائف" اور "فرہنگ" چار حصوں پر مشتمل ہے۔ پرتو روہیلہ کے پیشِ نظر اس ترجمے کے لیے "متفرقاتِ غالب" کتاب نگر دین دیال نگر روڈ، لکھنؤ کا ۱۹۶۹ء کا مطبوعہ ایڈیشن موجود تھا جس کی طباعت نظامی پریس میں ہوئی تھی اور جس پر فاضل مؤلف سید مسعود حسن رضوی ادیب نے ایک طویل اور مبسوط مقدمہ بھی شامل کیا تھا۔ اس مقدمے میں انھوں نے "متفرقاتِ غالب" کے دونوں حصوں کا تعارف کرایا ہے۔ اس ترجمے میں کل انچاس خطوط کے اردو تراجم موجود ہیں، یہ ترجمہ صفحہ نمبر گیارہ سے شروع ہو کر صفحہ چوراسی پر ختم ہوتا ہے اور ترجمے کے بعد اصل فارسی متن دیا گیا ہے۔ مکتوب الیہم کے سوانح اور کوائف و احوال عبد الرؤف عروج کی "بزمِ غالب" سے لیے گئے ہیں۔ جام جہاں نما کے کوائف حاصل کرنے کے لیے ڈاکٹر طاہر مسعود کی تصنیف "اردو صحافت انیسویں صدی میں" سے مدد لی گئی ہے۔ شیخ ناسخ کے احوال درج کرنے کے لیے جناب جمیل جالبی کا تعاون شامل رہا ہے۔ پرتو روہیلہ کے مطابق ترجمے کے مسودے پر ڈاکٹر مظہر محمود شیرانی نے نظرِ ثانی کی ہے۔ پرتو روہیلہ "متفرقاتِ غالب" کے ترجمے پر بحث کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

> "حسبِ سابق ترجمہ کرتے ہوئے یہ مقصد پیشِ نظر رہا ہے کہ وہ متن کے عین مطابق ہو۔ اگر ایسا بوجوہ ممکن نہ ہو سکے تو متن سے قریب ترین ضرور ہو کہ قاری خطوط نگار کی لطافتِ خیال ہی سے نہیں اس کے اسلوبِ نگارش سے بھی آشنا ہو سکے۔ چنانچہ اکثر و بیشتر اظہار و بیان کا وہ پیچیدہ اور پر تکلف طریقہ جو اس زمانے میں رائج تھا ترجمے میں برقرار رکھا گیا ہے۔ مزید یہ کہ گفتگو کی روانی برقرار رکھنے اور عبارت کی بے ربطی دور کرنے کے لیے جگہ جگہ جملوں کے درمیان قوسین میں ایسے الفاظ کا اضافہ کیا گیا ہے جو اصل متن میں مقدر تو ہیں لیکن ترجمے میں ان کا اظہار بھی اردو اسلوبِ بیان کے لیے ضروری ہے۔"(۱۱)

چنانچہ پرتو روہیلہ نے ذکر کیا ہے انھوں نے اپنے ترجمے میں غالب کی مکتوب نگاری کے اسلوب کا لحاظ رکھتے ہوئے فارسی خطوط کا ترجمہ کیا ہے۔ انھوں نے غالب کے اسلوب کو ان خطوط کے تراجم میں منتقل کرنے کی کوشش کی ہے لیکن ساتھ ساتھ الفاظ اور عبارات کو

eISSN: 2707-6229
pISSN: 2707-6210
تحقیقی مجلہ تصدیق
Vol. 8 No. 2 (2026)

بھی اردو کے سانچے میں ڈھالا ہے۔ لفظی ترجمے کے ساتھ ساتھ تخلیقی ترجمے کو بھی ساتھ آگے چلنے دیا ہے کہ اس دور کی نثری خصوصیات کی دلکشی اردو ترجمے میں بھی باقی رہے اور قاری ترجمے پڑھتے وقت غالب کی نثر کی لطافت کو بخوبی محسوس کرے۔ پرتو روہیلہ نے حواشی میں جہاں قیاس و گمان سے مدد لے کر ترجمہ کیا ہے اس کا بھی ذکر کیا ہے۔ کچھ ایسے الفاظ بھی ہیں جو فارسی متن میں نہیں اور مترجم نے اپنے قیاس سے عبارت کے تسلسل کو برقرار رکھنے کے لیے ایک آدھ لفظ کا اضافہ کیا ہے تاکہ ترجمہ اپنے ربط و تسلسل کو قائم رکھ سکے۔ اس ترجمے کی ایک اور افادیت یہ ہے کہ پرتو روہیلہ نے کتاب میں فرہنگ شامل کی ہے، اس فرہنگ میں فارسی و عربی کے مشکل و دقیق الفاظ کے معانی بتاتے ہیں اور یوں قاری فارسی متن کو ان الفاظ کے معانی کے ذریعے براہ راست پڑھنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ یہ فرہنگ پانچ صفحوں پر مشتمل ہے جس میں ایک سو آٹھ (۱۰۸) الفاظ کے معانی درج ہیں۔ فارسی الفاظ الفبائی شکل میں مرتب نہیں ہیں تاہم ان الفاظ کے معانی سے فارسی متن پڑھنے میں مدد ملتی ہے۔

کلیاتِ مکتوباتِ فارسی غالب__ مترجم و مرتب: پرتو روہیلہ:

پرتو روہیلہ نے مختلف مجموعوں میں شامل فارسی خطوطِ غالب کا اردو ترجمہ کیا۔ ہم نے پہلے ان مختلف تراجم کے بارے میں تفصیل سے بات کی اور پھر ان تراجم میں شامل فارسی خطوط کی تعداد پر بھی بحث کی۔ پرتو روہیلہ وہ واحد آدمی ہیں جنھوں نے تنِ تنہا تمام مجموعوں میں شامل فارسی خطوط غالب کا اردو ترجمہ کیا اور اس کام میں ترجمے کے علاوہ خطوط کی تدوین و ترتیب متن میں دلچسپی کا اظہار کیا۔ پرتو روہیلہ نے مکتوباتِ فارسی غالب کے متداول پانچ مجموعوں "باغ دودر"، "آہنگ پنجم"، "نامہ ہاے فارسی غالب"، "آثار غالب" اور "متفرقات غالب" کو مختلف اوقات میں ترجمہ کیا اور لوگوں نے ان کے کام کی بہت داد دی۔ چنانچہ پرتو روہیلہ نے فیصلہ کیا کہ ان تمام تراجم کو اکٹھا کریں اور فارسی متن بھی تراجم کے ساتھ شامل کریں۔ اس بات کے پیش نظر ۲۰۰۸ء میں پرتو روہیلہ نے نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد سے فارسی خطوطِ غالب کے تمام تراجم کو فارسی متن اور مکتوب الیہم کے حالات و سوانح کے ساتھ "کلیاتِ مکتوباتِ فارسی غالب" کے نام سے چھپوائی۔ یہ کلیات آٹھ سو تیرہ (۸۱۳) صفحات پر مشتمل ہے۔ پرتو روہیلہ نے اپنے مقدمے میں ان خطوط کے اصل فارسی متن اور تراجم کے حوالے سے تفصیل سے بحث کی ہے یہ وہی باتیں ہیں جو ہم نے پہلے بھی مختلف تراجم کو متعارف کرانے کے سلسلے میں بیان کی ہیں۔ اس کلیات میں پہلے فارسی خطوط کے تراجم دیے گئے ہیں جو تین سو چھہتر (۳۷۶) صفحات پر مشتمل ہیں۔ اس کے بعد مکتوب الیہم کے حالات و سوانح درج کیے گئے ہیں۔ ان مکتوبات الیہم کی طویل فہرست میں کم از کم انیس (۱۹) نام ایسے ہیں جن کے سوانح اور حالاتِ زندگی ڈاکٹر حنیف نقوی نے فراہم کیے ہیں۔ کچھ نام کے سوا جن کے سوانح و احوال کہیں سے نہیں ملے باقی دوسرے مکتوب الیہم کے حالات و سوانح درج کیے ہیں تاکہ قاری کو ان لوگوں کے بارے میں معلومات فراہم ہو سکیں۔ چوراسی (۸۴) مکتوب الیہم کے نام لکھے گئے ہیں۔ ان

eISSN: 2707-6229
pISSN: 2707-6210
تصدیق
Vol. 8 No. 2 (2026)

میں سے چند نام ایسے ہیں جن کے سوانح کے بارے میں کہیں سے کوئی معلومات میسر نہیں آئیں اور جن مکتوب الیہم کے حالات درج کیے گئے ہیں آخر میں فراہم شدہ معلومات کا ماخذ بھی درج ہے۔

صفحہ چار سو تیئس سے آخر تک خطوط کا اصل فارسی متن دیا گیا۔ پہلا خط نواب سید علی اکبر خاں کے نام اور آخری خط بنام ادارۂ جام جہاں نما ہے۔ اس کلیات کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ ہر مکتوب الیہ کے نام مختلف مجموعوں میں شامل فارسی خطوط کے اردو تراجم اور متون اکٹھے کیے گئے ہیں۔ افرادی لحاظ سے آہنگِ پنجم میں ایک سو انہتر (۱۶۹) خطوط ہیں جن کے مکتوب الیہم اکہتر (۷۱) ہیں اس لیے پہلے آہنگ پنجم کے خطوط دیے گئے ہیں اور اگر دوسرے مجموعوں میں ایک شخص کے نام خطوط موجود ہیں وہ خطوط بھی آہنگ پنجم کے خطوط کے نمبر کے بعد درج کیے گئے ہیں۔ پرتو روہیلہ ''کلیاتِ مکتوباتِ فارسی غالب'' کی ترتیبِ و تنظیم پر بات کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "آہنگ پنجم کے کسی مکتوب الیہ کے نام اگر کوئی خط دوسرے مجموعے میں بھی ہے تو رواں شمارہ نمبر کے اگلے نمبر کے نیچے اس خط کا نیا شمارہ نمبر ڈال کر مجموعے کا نام بھی تحریر کر دیا گیا ہے۔ مثلاً اگر پنج آہنگ میں خواجہ محمد حسن کے نام تین خط ہیں اور مآثر غالب میں بھی ان کے نام تین خط ہیں تو مآثر غالب کے خطوط کو شامل کرتے ہوئے شمارہ نمبر ۴ لکھ کر اس مجموعے کا نام بھی لکھ دیا گیا ہے تاکہ قاری پر واضح ہو جائے کہ یہاں سے دوسرے مجموعے کے خطوط شروع ہوئے ہیں اور نیچے کا ہندسہ دوسرے مجموعے کا نمبر شمار ہے۔ یعنی خواجہ محمد حسن کے نام جب اس کلیات میں خطوط کا اختتام ہو گا تو وہ شمارہ ۶ / ۳ پر ہو گا یعنی کل خطوط ۶ پہلے تین آہنگ پنجم کے اور دوسرے تین جو نیچے لکھے گئے وہ مآثر غالب کے ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس۔ چنانچہ فہرست مکتوبات میں آہنگ پنجم کے بعد جتنے نام بھی آتے ہیں وہ صرف ان مکتوب الیہم کے ہیں جو مجموعہ ما قبل میں موجود نہیں ہیں"۔(۱۲)

اگر مختلف مجموعوں میں کئی خطوط ایک مکتوب الیہ کے نام ہیں اور مشترک بھی ہیں تو انھیں علیحدہ خط کی شکل میں شامل کیا گیا ہے چونکہ وہ خطوط مشترک ہوتے ہوئے بھی متن کے اعتبار سے اتنے مختلف ہیں کہ ان کو مشترک تصور نہیں کیا جا سکتا۔ اس کلیات پر کوئی ضمیمہ درج نہیں ہے۔ پرتو روہیلہ نے تمام تراجم کو یکجا کر کے قارئین کے لیے یہ سہولت فراہم کی ہے کہ وہ بآسانی اردو تراجم کا فارسی متن سے موازنہ کر سکیں۔ پرتو روہیلہ تراجم اور فارسی متن الگ الگ حصوں میں شامل کیے ہیں تاہم فارسی متن کی کمپوزنگ کی غلطیاں رہ گئی ہیں، امید ہے اگلی اشاعت میں یہ غلطیاں دور ہو جائیں گی اور غالب کے دیگر پراگندہ خطوط کے اردو تراجم بھی اس کلیات میں شامل ہو جائیں۔

غالب کے منتخب فارسی مکتوبات ــــ مرتب و مترجم: پرتو روہیلہ:

پرتو روہیلہ صاحب نے غالب کے فارسی خطوط کا ترجمہ تقریباً بارہ سال میں کیا۔ صدیق الرحمن قدوائی کے کہنے پر پرتو روہیلہ نے

eISSN: 2707-6229
pISSN: 2707-6210

تصدیق

Vol. 8 No. 2 (2026)

فیصلہ کیا کہ فارسی ترجمہ کردہ خطوط کا ایک منتخب ترجمہ بھی تیار کر کے غالب دوستوں کی سہولت کے لیے شائع کرائیں۔ ۲۰۰۶ء میں انھوں نے "پنج آہنگ" کے آہنگ پنجم، "باغ دو در"، "آثر غالب" اور "متفرقاتِ غالب" کا ایک منتخب ترجمہ غالب انسٹی ٹیوٹ کی طرف سے شائع کروایا منتخب فارسی مکتوبات کے اس ترجمے میں "پنج آہنگ" کے آہنگِ پنجم کے زیادہ خطوط شامل ہیں اور اس کے بعد "باغ دو در"، "آثر غالب"، "متفرقاتِ غالب" اور آخر میں پراگندہ خطوط غالب میں سے چھے خط کے تراجم بنام سید علی خاں بہادر غمگینؔ عرف حضرت جی شامل ہیں۔ ان چھے خطوط کو شامل کرنے کے لیے پر تو روہیلہ کے پیش نظر اورینٹل کالج میگزین فروری ۱۹۶۴ء والا ایڈیشن رہا جو سید عبد اللہ کی نگرانی میں شائع ہوا۔ اورینٹل کالج میگزین کے اس شمارے میں غالب کے دس خط سید علی خاں بہادر غمگین کے نام موجود ہیں۔ پر تو روہیلہ نے منتخب ترجمے میں پہلا، دوسرا، تیسرا، چوتھا، چھٹا اور دسواں خط شامل کیا ہے۔ چوتھا خط پنج آہنگ میں بھی شامل ہے۔

یہ بات بھی یاد رہے کہ اس منتخب ترجمے میں شامل خطوط کے تراجم شامل کرنے کے لیے پر تو روہیلہ کے پیش نظر "نامہ ہائے فارسی غالب" بھی رہی۔ منتخب تراجم کے ماخذ بھی فہرست میں واضح کیے گئے ہیں۔ ترجمہ کردہ مکتوبات پر جو نمبر درج کیے گئے ہیں وہ وہی نمبر ہیں جو ان کتابوں میں درج تھے۔ ان منتخب تراجم کے لیے پر تو روہیلہ کے کیا اصول و معیارات تھے؟ وہ اس موضوع کے حوالے سے یوں رقمطراز ہیں:

> "حقیقت تو یہ ہے کہ یہ سو فیصد میری ذاتی پسند پر مبنی رہا ہے۔ لہٰذا ہو سکتا ہے کہ کسی باریک بین تجزیاتی ذہین کو اس میں ایک طرف ارتکابِ عمل اور دوسری طرف کوتاہی و فروگذاری نظر آئے۔ چنانچہ صمیمِ قلب سے اس کی پوری ذمہ داری لیتے ہوئے اس قدر پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ یہ انتخاب غالبؔ کی فارسی مکتوب نگاری ہی کی نہیں ان کی شخصیت کی بھی پوری نمائندگی کرتا ہے اور میرے خیال کے مطابق ان کی ذات کا کوئی ایسا اہم گوشہ نہیں جس کی عکاسی نہ ہوتی ہو۔ یہاں تک کہ ان کے دینی اور مذہبی عقائد بھی ان خطوط سے اس طرح کھل کر سامنے آگئے ہیں کہ ادب کے کسی طالب علم و محقق کے لیے شک کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔"(۱۳)

اس منتخب ترجمے کا نیا ایڈیشن ۲۰۰۹ء میں روحانی آرٹس پریس، اسلام آباد سے شائع ہوا۔ اس ایڈیشن کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں فارسی خطوط کے متن بھی شامل کیے گئے ہیں۔ اس لیے قاری بہ آسانی اصل متن کا ترجمے کے ساتھ موازنہ کر سکتا ہے نیز اکتیس مکتوب الیہم کے حالات و سوانح درج ہیں، جن سے ان مکتوب الیہم کے بارے میں معلومات میسر آئی ہیں۔ اس نئے ایڈیشن پر ڈاکٹر معین الدین عقیل نے دیباچہ لکھا ہے اور فارسی خطوط غالب کی اہمیت اور افادیت کو زیر بحث لائے ہیں۔ پر تو روہیلہ کی ترجمہ نگاری پر بحث کرتے ہوئے انھوں نے یوں اظہارِ خیال کیا:

eISSN: 2707-6229
pISSN: 2707-6210
تصدیق
Vol. 8 No. 2 (2026)

"۔۔۔ یہ ہفت خواں پرتو روہیلہ صاحب نے بڑی کامیابی یا حیران کن بلکہ مرعوب کن حد تک سر کیا ہے۔ ان کی زبان سلجھی ہوئی، صاف واضح اور رواں ہے۔ انھوں نے مفہوم کی درست تفہیم اور زبان کو رواں بنانے کے لیے جو اہتمام کیا ہے وہ لائقِ ستائش ہے۔ اس مقصد کے لیے انھوں نے جگہ جگہ، بلکہ ہر مقام پر قوسین، حرفِ ربط، حرفِ جار وغیرہ کا اضافہ کر کے فارسی کے فطری اسلوب و اظہار کو اردو سے ہم آہنگ کرنے کے لیے ضروری یا فارسی متن سے محو الفاظ یا بین السطوری مفہوم کی مفاہمت سے ضروری الفاظ کو بھی اردو مترادفات کے اضافوں کے ذریعے جملے کو مربوط اور بامعنی بنانے کی خاص کوشش کی ہے، جو بہت نمایاں اور واضح ہے۔ دیانت دارانہ اور مطابق اصل ترجمے کی یہ بہت عمدہ مثال ہے۔ یہ اہتمام ترجمے کی صحت اور معیار و استفادے کے لیے ضروری تھا۔ ان صفات کے باعث پرتو روہیلہ صاحب کے ان تراجم کو مستند اور معیاری کہنے میں کوئی تامل نہیں ہو سکتا۔"(۱۴)

ڈاکٹر معین الدین عقیل نے پرتو روہیلہ کے ترجمے کی خوبیاں گنوائی ہیں اور یوں ان تراجم کے بارے میں اپنی مستند رائے کا اظہار کیا ہے۔ دراصل اس انتخاب میں غالب کی فارسی مکتوب نگاری کے ان خطوط کے تراجم شامل ہیں جن سے غالب کی ہمہ گیر شخصیت اور ان کی تخلیقی حسیّت کے تمام پہلو نظر آتے ہیں۔ ان میں انیسویں صدی میں ہندوستان کے سیاسی، سماجی، معاشرتی، فکری، طبقاتی نظام، علمی و ادبی تمام پہلو نظر آتے ہیں۔ ان کا دورانیہ اتنا وسیع ہے کہ غالب کی جوانی سے لے کر آخری عمر تک کو محیط ہے۔ چنانچہ ان کی شخصیت کے تمام گوشے صاف نظر آتے ہیں۔

غالب کے فارسی مکتوبات کا واحد منتخب اردو ترجمہ شائع نہیں کیا تھا۔ دراصل اس انتخاب میں غالب کی فارسی مکتوب نگاری کے وہ خطوط کے تراجم شامل ہیں جن سے غالب کی ہمہ گیر شخصیت اور ان کی تخلیقی حسیت کے تمام پہلو نظر آتے ہیں۔ ان میں انیسویں صدی میں ہندوستان کے سیاسی، سماجی، معاشرتی، فکری، طبقاتی، علمی و ادبی تمام پہلو بہ یک نظر سامنے آتے ہیں۔ ان کا دورانیہ اتنا وسیع ہے کہ غالب کی جوانی سے لے کر آخری عمر تک کو محیط ہے چنانچہ ان کی شخصیت کے تمام گوشے صاف وشفاف نظر آتے ہیں۔

غالب و غمگین کے فارسی مکتوبات__ مترجم؛ پرتو روہیلہ:

غالب کے فارسی خطوط مختلف مجموعوں کے علاوہ رسائل میں بھی شائع ہو چکے ہیں۔ ان رسائل میں اورینٹل کالج میگزین فروری ۱۹۶۴ء کا نام قابل ذکر ہے۔ اس شمارے میں غالب و غمگین کے فارسی خطوط کو ڈاکٹر سید عبد اللہ اور پروفیسر سید وزیر الحسن عابدی دونوں نے تصحیح کر کے پیش کیا ہے۔ ان خطوط کا مسودہ انھیں پروفیسر محمد مسعود احمد، شعبۂ اردو گورنمنٹ کالج میرپور خاص سے ملا تھا۔ اورینٹل کالج میگزین شمارہ فروری ۱۹۶۴ء چونکہ میری نظر سے گزرا ہے اس میں دس خطوط غالب کے اور چار خط غمگین کے ہیں۔ ان خطوط کا موضوع

eISSN: 2707-6229
pISSN: 2707-6210

تصدیق

Vol. 8 No. 2 (2026)

زیادہ تر متصوفانہ باتوں پر مبنی ہے۔

پر تو روہیلہ نے غالب اور غمگین کے فارسی مکتوبات کا ترجمہ کیا ہے۔ یہ ترجمہ مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد سے ۲۰۱۲ء میں شائع ہوا ہے، اس ترجمے پر پر تو روہیلہ نے ایک سیر حاصل مقدمہ لکھا ہے، پر تو روہیلہ نے اپنے اس مقدمے میں غالب اور غمگین کے فارسی مکتوبات کا تعارف پیش کیا ہے اور حضرت سید علی غمگین دہلوی کی شخصیت پر روشنی ڈالی ہے، پر تو روہیلہ اپنے اس مطالعے میں ان خطوط کی نوعیت پر بھی بحث کی ہے۔ اس ترجمے میں غالب کے دس فارسی خطوط اور غمگین کے چار خطوط کے فارسی متن ترجمے کے ساتھ شامل ہیں۔ پہلے خطوط کے اردو تراجم شامل کیے گئے ہیں اور اس کے بعد ان کے فارسی متن بھی شامل ہیں۔ پر تو روہیلہ نے فارسی خطوط کے تراجم کے علاوہ ضمائم کا بھی اہتمام کیا ہے، ان ضمائم میں انھوں نے تصوف کی اصطلاحات کی وضاحت کی ہے۔ اس کے علاوہ جس مخطوطے سے یہ فارسی خطوط ڈاکٹر سید عبد اللہ اور سید وزیر الحسن عابدی کو ملے اس کا پیش لفظ از شاہ رضا محمد حضرت جی غفرلہ اور دیباچہ از ہدایت النبی قادری گوالیاری بھی شامل کیے ہیں۔ پر تو روہیلہ نے میر سید علی غمگین کا شجرہ نامہ اور ان کی تصانیف اور کوائف پر مشتمل معلومات بہم پہنچائی ہیں۔ انھوں نے غمگین کا شجرہ نامہ ڈاکٹر سید جمیل اختر کی تالیف "میر سید علی غمگین دہلوی حیات، شخصیت اور شاعری" سے اخذ کیا ہے۔ اس کے علاوہ پر تو روہیلہ نے غالب اور غمگین کی نو نو غزلیں بھی آخر میں درج کی ہیں۔ پر تو روہیلہ ان ضمائم کے حوالے سے یوں لکھتے ہیں:

> "۔۔۔۔ چنانچہ کتاب کے آخر میں چند ضمائم شامل کر لیے گئے ہیں جو ان تراجم کے بعض نکات کے علاوہ حضرت غمگین (رح) کی شخصیت کے بعض دوسرے پہلوؤں پر اہم روشنی ڈالتے ہیں۔ اور آخری بات یہ کہ "توضیحات" کے عنوان کے تحت تصوف اور فلسفے کی جتنی اصطلاحات کی تشریحات شامل ضمائم ہیں وہ میرے محسن اور دوست محمد الغزالی، پروفیسر اسلامک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، انٹر نیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد کی توجہ خاص اور ان کے علم مستحضر کی مرہونِ منت ہیں۔" (۱۵)

غالب کے غیر مدوّن فارسی مکتوبات ــــ مترجم، مؤلف: پر تو روہیلہ:

پر تو روہیلہ عرصۂ دراز سے غالب کے فارسی مکتوبات کا ترجمہ کرتے رہتے ہیں، یہ خطوط غالب کے معروف و مشہور مجموعۂ خطوط میں شامل تھے جو محققین اور مدونین کی کاوشوں سے سامنے آئے۔ پر تو روہیلہ نے فارسی خطوط کے ترجمے کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے اپنی آخری کاوشوں سے ان فارسی مکتوبات کا ترجمہ کیا جو وقتاً فوقتاً ادبی رسائل میں محققین کی دیدہ ریزی سے شامل ہوئے اور یہ ایسے خطوط ہیں جو کسی خاص مجموعے میں شامل ہیں اور بعض خطوط ایسے ہیں جن کے مکتوب الیہم نامعلوم ہیں۔ چنانچہ پر تو روہیلہ نے اپنی جدید کاوش میں ان خطوط کے حوالے سے قابل قدر معلومات بہم پہنچائی ہیں، اس کے علاوہ مختلف دانشوروں اور محققین کی آرا بھی اپنے ترجمے میں شامل کی

eISSN: 2707-6229
pISSN: 2707-6210
تحقیقی مجلہ تصدیق
Vol. 8 No. 2 (2026)

ہیں۔"غالب کے غیر مدوّن فارسی مکتوبات" کے ترجمے میں پرتو روہیلہ نے میر سید علی خاں غمگین کے نام میں خطوط بھی شامل کیے ہیں جن کا پہلے ہم نے ذکر کیا اس کے علاوہ "پنج آہنگ" میں شامل ایک خط بنام غمگین کا بھی انھوں نے ضمائم میں شامل کیا ہے جو مطبوعات مجلس یادگارِ غالب پنجاب یونیورسٹی میں سید وزیر الحسن عابدی کی عنایت سے سامنے آیا۔ پرتو روہیلہ نے اس ترجمے میں جو فہرست قائم کی ہے اٹھارہ معلوم مکتوب الیہم کے نام مکتوبات شامل ہیں جن کے حوالے سے کوئی شک وشبہ نہیں رہتا۔ جن مکتوب الیہم کے بارے میں محققین نے اپنے شکوک وشبہات کا اظہار کیا ہے، پرتو روہیلہ نے ان فارسی مکتوبات کو الگ ضمائم میں شامل کیا ہے اور محققین کی آرا بھی شامل کی ہیں۔ اس ترجمے میں چھے ضمائم دیے گئے ہیں اور آخری دو ضمائم میں غالب کے فارسی خطوط کے عکس شامل ہیں۔ پرتو روہیلہ کی فہرست میں مجھے ایک غلطی نظر آئی جہاں انھوں نے "تلاش غالب" از نثار احمد فاروقی کا حوالہ دیا ہے وہاں ان کا نام یوں درج ہے "تلاشِ غالب از نثار احمد قادری" جو امید ہے اگلی اشاعت میں اس کی اصلاح کریں گے۔ پرتو روہیلہ اس ترجمے میں شامل خطوط اور اپنی بنائی ہوئی فہرست کے حوالے سے یوں لکھتے ہیں:

> "فہرستِ مکتوبات میں آپ دیکھیں گے کہ شمارہ ۱ تا ۱۸ تمام مکتوبات مشاہیر ادب کی کاوشوں میں منصۂ شہود پر آئے ہیں اور نہ صرف یہ کہ وہ تمام مشاہیر اردو ادب میں سند کی حیثیت رکھتے ہیں بلکہ وہ تمام ماٰخذ بھی کہ جہاں سے انھوں نے یہ مکاتیب حاصل کیے ہیں اتنے ہی مستند و معتبر ہیں۔ اس لیے ان تمام خطوط میں جو تعداد میں ۳۹ بنتے ہیں (اس تعداد میں غمگین کے نام ایک خط پنج ہنگ میں پہلے ہی طبع ہو چکا تھا شامل نہیں کیا گیا ہے) کاتباں و مکتوب الیہم دونوں کی جانب سے مستند ہیں۔ البتہ چند مکتوبات ایسے ہیں جن میں مکتوب الیہ متنازع فیہ شخصیت ہے۔ ان میں یا تو متخصصین نکتہ رس کا کسی شخص کے بارے میں اتفاق نہیں ہے یا متفقہ طور پر مکتوب الیہ غیر مشخص قرار دے دیا گیا ہے۔ ان ہی اسباب سے ان خطوط کو ضمائم میں رکھا گیا ہے اور ان ہی وجوہات کی بنا پر ان مکاتیب کے حواشی طویل و عریض ہیں۔۔۔"(۱۶)

مذکورہ خطوط کے علاوہ غالب کے اور دیگر فارسی مکتوبات موجود ہیں جو یا غیر مطبوعہ ہیں یا پرتو روہیلہ کی ان تک رسائی ابھی حاصل نہیں ہوئی۔ ان مکتوبات میں غالب اور ذکا کی فارسی مراسلت قابل ذکر ہے۔ ڈاکٹر سید معین الرحمٰن اپنی تالیفات "اشاریۂ غالب"، "غالب پیمائی" اور "غالب کا علمی سرمایہ" میں ان غیر مطبوعہ مکتوبات کی فہرست قائم کی ہے۔

eISSN: 2707-6229
pISSN: 2707-6210

تصدیق

Vol. 8 No. 2 (2026)

حوالہ جات وحواشی

۱. سبط حسن۔"دیباچہ"مشمولہ؛پنج آہنگ۔(مترجم؛محمد عمر مہاجر)کراچی:ایجوکیشنل پریس،۱۹۶۹ء

۲. محمد عمر مہاجر۔پنج آہنگ۔(غالب فارسی خطوط کا ترجمہ)۔کراچی ایجوکیشنل پریس،۱۹۶۹ءخطوط کی فہرست دیکھیے

۳. ڈاکٹر تنویر احمد علوی۔"غالب کے فارسی خطوط"مشمولہ؛اوراقِ معانی۔دہلی:اردو آکادمی،۱۹۹۲ء

۴. بحوالہ:کلیاتِ مکتوباتِ فارسی غالب۔مترجم ومرتب؛پرتوروہیلہ اس کی جلد پر توروہیلہ کے سوانح درج ہیں۔

۵. مظہر محمود شیرانی۔علامہ سید وزیر الحسن عابدی حرم میں برہمن وطن میں غریب"
http://islamabad.icro.irویب سائٹ

۶. وزیر الحسن عابدی۔"ضمیمہ ترتیب نامہ"مشمولہ؛باغ دودر۔(تصحیح وتحقیق وزیر الحسن عابدی)لاہور:پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج،پنجاب اکیڈمی پریس،۱۹۷۵ء

۷. علی یاسر۔مرتب؛اہل قلم ڈائریکٹری۔اسلام آباد:اکادمی ادبیات پاکستان،۲۰۱۰ء۔ص ۲۴۶

۸. پرتوروہیلہ۔نامہ ہائے فارسی غالب(اردو ترجمہ)،کراچی،ادارۂ یادگار غالب،۱۹۹۹ء۔ص ۹

۹. ڈاکٹر حنیف نقوی۔آثر غالب۔بحوالہ:فارسی خطوط غالب،ترجمہ وفرہنگ وحواشی از پرتوروہیلہ۔کراچی:ادارۂ یادگار غالب،۲۰۰۰ء۔ص ۲۵۳

۱۰. پرتوروہیلہ۔"غالب کے بتیس(۳۲)فارسی مکاتیب"۔بحوالہ:تحقیق نامہ غالب۔ڈاکٹر معین الرحمن۔لاہور:الوقار پبلی کیشنز،۱۹۹۸ء۔ص ۱۹

۱۱. پرتوروہیلہ۔متفرقاتِ غالب۔کراچی:ادارۂ یادگار غالب،۲۰۰۵ء۔ص ۷

۱۲. پرتوروہیلہ،"واحد متکلم"مشمولہ؛کلیات مکتوباتِ فارسی غالب۔اسلام آباد:نیشنل بک فاؤنڈیشن،۲۰۰۸ء

۱۳. پرتوروہیلہ۔غالب کے منتخب فارسی مکتوبات(اردو ترجمہ)،نئی دہلی:غالب انسٹی ٹیوٹ،۲۰۰۶ء۔ص ۴

۱۴. ڈاکٹر معین الدین عقیل۔"دیباچہ"۔مشمولہ،غالب کے منتخب فارسی مکتوبات۔پرتوروہیلہ۔اسلام آباد:روحانی پریس،۲۰۰۹ء۔ص ۲۰

۱۵. پرتوروہیلہ۔غالب وغمگین کے فارسی مکتوبات۔اسلام آباد:مقتدرہ قومی زبان،۲۰۱۲ء۔ص ۲۹

۱۶. پرتوروہیلہ۔غالب کے غیر مدوّن فارسی مکتوبات۔فیصل آباد:زرنگار بک فاؤنڈیشن،۲۰۱۳ء۔ص ۱۲-۱۳

eISSN: 2707-6229
pISSN: 2707-6210

Vol. 8 No. 2 (2026)

References

1. Sibṭ Ḥasan, "Dībācha," in *Panj Āhang*, trans. Muḥammad ʿUmar Muhājir (Karachi: Educational Pres, 1969).
2. Muḥammad ʿUmar Muhājir, *Panj Āhang (Ghālib ke Fārsī Khuṭūṭ kā Tarjumah)* (Karachi: Educational Pres, 1969). See the list of letters (*Khuṭūṭ kī fihrist dekhiye*).
3. Dr Tanvīr Aḥmad ʿAlavī, "Ghālib ke Fārsī Khuṭūṭ," in *Awrāq-i Maʿānī* (Delhi: Urdū Academy, 1992).
4. Cited in *Kulliyāt-i Maktūbāt-i Fārsī Ghālib*, trans. and ed. Partau Rohīlah. The volume's jacket gives Partau Rohīlah's biography.
5. Maẓhar Maḥmūd Shīrānī, "ʿAllāmah Sayyid Wazīr al-Ḥasan ʿĀbidī: Ḥaram meṅ Barahman, Vaṭan meṅ Gharīb," website, http://islamabad.icro.ir.
6. Wazīr al-Ḥasan ʿĀbidī, "Zamīmah Tartīb Nāmah," in *Bāgh-i Dodar*, ed. Wazīr al-Ḥasan ʿĀbidī (Lahore: Punjab University Oriental College, Punjab Academy Pres, 1975).
7. ʿAlī Yāsir, ed., *Ahl-i Qalam Directory* (Islamabad: Academy Adabiyāt-i Pākistān, 2010), 246.
8. Partau Rohīlah, *Nāmah hā-yi Fārsī Ghālib (Urdū Tarjumah)* (Karachi: Idārah-i Yādgār-i Ghālib, 1999), 9.
9. Dr Ḥanīf Naqvī, *Maʾāṡir-i Ghālib*, cited in *Fārsī Khuṭūṭ-i Ghālib*, trans., glossary, and notes by Partau Rohīlah (Karachi: Idārah-i Yādgār-i Ghālib, 2000), 253.
10. Partau Rohīlah, "Ghālib ke Battīs (32) Fārsī Makātīb," cited in *Taḥqīq Nāmah-i Ghālib*, by Dr Muʿīn al-Raḥmān (Lahore: Al-Viqār Publications, 1998), 19.
11. Partau Rohīlah, *Mutafarriqāt-i Ghālib* (Karachi: Idārah-i Yādgār-i Ghālib, 2005), 7.
12. Partau Rohīlah, "Wāḥid Mutakallim," in *Kulliyāt-i Maktūbāt-i Fārsī Ghālib* (Islamabad: National Book Foundation, 2008).
13. Partau Rohīlah, *Ghālib ke Muntakhab Fārsī Maktūbāt (Urdū Tarjumah)* (New Delhi: Ghālib Institute, 2006), 4.
14. Dr Muʿīn al-Dīn ʿAqīl, "Dībācha," in *Ghālib ke Muntakhab Fārsī Maktūbāt*, by Partau Rohīlah (Islamabad: Rūḥānī Pres, 2009), 20.
15. Partau Rohīlah, *Ghālib o Ghamgīn ke Fārsī Maktūbāt* (Islamabad: Muqtadirah Qaumī Zabān, 2012), 29.
16. Partau Rohīlah, *Ghālib ke Ghair Mudawwan Fārsī Maktūbāt* (Faisalabad: Zarnigār Book Foundation, 2013), 12–13.